رجسٹرڈ سی ۳۷۸

رسالہ

اصلاح

[illegible]

[illegible]

نمبر ۳ | بابت ماہ ربیع الاول ۱۳۲۶ھ | جلد ۱۱

مرتبہ علی حیدر

قیمت سالانہ | فی پرچہ

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے شایع کیا گیا

بقلم شیخ علی حسن چمن پوری

مظفری یتیمخانہ فنڈ جناب سید موسی رضا صاحب سب انسپکٹر تھونڈہ جناب میر عباس علی صاحب معرفت جناب تجمل حسین صاحب پشاور بذریعہ ٹکٹ میزان سابق للعہ میزان کل للعہ

نوٹ انگلش جنٹلمین اس عنوان سے اخبار وکیل میں مضمون لکھا ہے کہ ایک انگریز علیگڈہ کالج میں گیا۔ اور وہاں کے حالات کو پسند کر کے ایک ہزار روپیہ کا کرنسی **نوٹ** بایں غرض دیا کہ پانچ سو روپیہ مسجد میں لگایا جائے اور پانچسو کالج کے دوسرے مصرف میں۔ مگر ہمارا نام ظاہر نہ ہونے پائے۔

اسپر مجھے **مظفری یتیمخانہ فنڈ** کا ایک عطیہ یاد پڑا کہ بذریعہ رجسٹری پہونچا تہا کہ یہ رقم داخل یتیمخانہ کیجاوے جسکی رسید بھی سابق نمبروں میں شایع ہو چکی۔ مگر آجتک اوس بزرگ کا نام خود مجھے بھی نہ معلوم ہوا۔ فرق ہے تو اسقدر وہاں ہزار کی رقم ہے جس سے بہت کام نکلا اور یہاں صرف ہے جس سے تین چار سال میں بھی ہزار کی رقم نہ پوری ہوئی جو یتیمخانہ کا افتتاح کیا جائے۔

انعام حافظ کفایت اللہ صاحب مندرجہ اصلاح کے عطیہ جناب **احمد میاں** قورمنا ساکن بمبئی معرفت مدرسہ سلیمانیہ **حافظ سید علی حسین** صاحب ساکن بکوپا ضلع بستی قوم کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اگر مجھے کی رقم اور وصول ہو جاتی تو میں اپنے دیون سے سبکدوش ہو کر کچھ فکر معاش کروں۔ یہ تازہ مسلمانوں میں ہیں جنہوں نے مذہب حق قبول کیا۔ قوم کی توجہ ادہر ضرور ہے۔

وما علینا الا البلاغ

وقفی کتابوں کا اعلان عام

تمام ہندوستان کے شیعوں کی خدمت میں بادب التماس ہے کہ پچیس ہزار رسالے جدید قابل دید بغرض حفاظت و حمایت مذہب شیعہ اثنا عشریہ طبع کرا کے خاکسار نے وقف کی ہیں۔ جن حضرات کا دل چاہے بے تکلف ہ ہر کے ٹکٹ بغرض محصولڈاک روانہ فرما کر خاص ہ اقسم سے طلب فرمالیں۔ ۲۰ رسالے ہر شخص کو بھیجے جائینگے۔ دفتر انجمن رفیق الایمان منصور نگر لکھنؤ کو ان رسالوں کی اشاعت سے کوئی تعلق نہیں وہاں پر کوئی خط نہ روانہ کیا جائے اور نہ مجھسے بیرنگ روانہ کرینگی فرمایش بیجا ورنہ رسالے روانہ نہونگے۔

المشتہر حکیم سید حسین گریاں اڈیٹر العوارف لکھنؤ نخاس جدید

دہلی کا تحفہ عقیق کے نگینوں پر عمدہ مہریں معہ چاندی کی انگشتریوں کے تیار ہونگی جو تمام ہندوستان میں کہیں دوسری جگہ نہیں بنتیں اور پہر اردو و انگریزی عربی ناگری۔ ہر قسم کے خواص بنائی جاتی ہیں جنکی خوبی دیکھنے ہی سے تعلق رکہتی ہے درجہ اعلی ہر روپیہ آٹھ آنہ معمولی ربڑ کی مہریں سب قسم کی ہر زبان میں دفتروں اور رودکانداروں کے کام کی نہایت عمدہ صاف اور مضبوط بالکل ولایتی سے ملتی جلتی ہوئی تیار کیجاتی ہیں۔ ربڑ کی مہروں کی مشین سے بنائی بھی مہریں جن میں پنسل اور قلم بھی ہوتا ہے۔ ربڑ کا بھی پریس چھوٹا اور بڑا الغرض ہر ایک شے نہایت کفایت سے حسب فرمایش تیار کیجاتی ہے۔ بلاک ہر قسم کے یعنی تانبے پیتل لکڑی کے ہر ایک تصویر ٹریڈ مارک وغیرہ بیل ولا جواب موافق نمونہ تیار ہوتی ہیں قیمت نہایت کم۔ لوہے کی ڈائی ہے جو رنگین بعافونہ چھپتی ہے وہ بھی ہمارے کارخانہ میں بنائی اور چھاپی جاتی

ضروری نوٹس کسی اشتہاری فرمایش سے دفتر اصلاح کو تعلق نہیں

اصلاح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلد ۱۱	بابت ماہ ربیع الاول ۱۳۲۶ھ	نمبر ۳

عرض ضروری

جن حضرات کی خدمت میں یہ نمبر بذریعہ وی-پی- نہ پہونچے اونکی خدمت میں ۴ بذریعہ ویلو حاضر ہوگا- لہذا اگر اس نمبر کے پہونچتے ہی سالانہ چندہ ۶ع بذریعہ منی آڈر عنایت ہو تو نہایت احسان ہوگا- کیونکہ وی پی بھیجنے میں سخت وقت او زیر باری ہی- اور پرچہ کی روانگی میں بھی تاخیر ہوتی ہی- کیونکہ اسد فعہ کا فارم نہایت خراب ہے-

براہ کرم جملہ مراسلات میں خواہ خطوط ہوں یا منی آڈر نمبر خریداری اندر کوپن ضرور لکھا جاے ۳۴۰ کوئی صاحب نہ لکھیں یہ نمبر رجسٹرڈ رسالہ ہے جس سے خریدار ونکو کوئی تعلق نہیں-

رسید زر وصولی حصہ داران اصلاح پرنٹنگ کمپنی لغایت ۱۸ اپریل

نمبر شمار		تعداد حصص	نصف	کل	نمبر شمار		تعداد حصص	نصف	کل
۲۱	جناب سید علیجان صاحب رئیس شاہگنج	-	.	.	۲۴	جناب محمد یوسف خاں صاحب	-	-	.
	آگرہ از گوالیار ۹۷-۱۰	لہ	.	عہ		راجپوت ہریانہ ضلع ہوشیارپور	لہ	.	عہ
۲۲	جناب سید تعلق حسین صاحب اکسٹرا	.	.	.	۲۵	جناب شیخ محمد شفیع صاحب	.	.	.
	اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ سروے آف	.	.	.		ولد شیخ محمد عابد صاحب ماسٹر	.	.	.
	انڈیا ۱۳۳۷ منصوری	لہ	..	عہ		سردار اسکول لشکر گوالیار	۲ حصہ	عہ	.
۲۳	جناب شیخ امداد حسین صاحب سلطان	.	.	.	۲۶	جناب منشی محب الحسن صاحب پوسٹ ماسٹر	-	.	.
	رانیاں تحصیل سرسا حصار	لہ	.	عہ		بلرام پور ضلع گونڈہ	لہ	صہ	.

الآل والاصحاب

(گذشتہ سے پیوستہ)

اب مخفر اصحاب کے وہ حالات بھی سُن لیجئے کہ جس بیت احترام خانہ کعبہ کیلئے امام علیہ السّلام نے اس محل سے ترک قیام فرمایا اوسی خانہ کعبہ کو صحابہ اہلسنت نے محض حصول دنیا کے لئے کس طرح بے حرمت کیا۔ کیونکہ عبداللہ بن زبیر کا حال سنیئے ہیں جو زبیر کا بیٹا ہے اور ابوبکر صاحب کا نواسہ وہ کس بیچینی سے اسکا منتظر ہے کہ امام علیہ السّلام جلد اس ملک کو خالی کریں کہ ہم اپنا جال پھیلائیں۔

خطبہ ابن الزبیر وبیعت اہل مکہ

قبل از واقعۂ کربلا جو کچھ ابن الزبیر نے خاص خانہ کعبہ میں تیغ زنی کیا تہا اوسکا حال تو آپکو معلوم ہو چکا۔ جب جناب امام حسین علیہ السّلام شہید ہوگئے تو اب خاصا موقع کامیابی اوسے حاصل ہوا کہ اس ذریعہ سے لوگوں کو یزید سے برگشتہ کر کے اپنے حلقہ بیعت میں لائے چنانچہ تاریخ کامل علامہ ابن اثیر میں ہے

وبویع بمکة بعد قتل الحسینؑ فانہ لما بلغہ قتل الحسین قام فی الناس فعظم قتلہ وعاب اھل الکوفة خاصة واھل العراق عامة فقال بعد حمد اللہ والصلوٰة علی رسول اللہ ان اھل العراق غدر ا فجرا الا قلیلًا وان اھل الکوفة شرار اھل العراق وانہم دعوا الحسینؑ لینصروہ ولیولوہ علیہم فلما قدم علیہم ثاروا علیہ فقالوا اما ان تضع یدک فی ایدینا فنبعثک الی

کہ ابن الزبیر کی بیعت مکہ میں کی گئی۔ بعد قتل امام حسینؑ کیونکہ جب ابن الزبیر کو خبر شہادت کی خبر معلوم ہوئی تو خطبہ دینے کھڑا ہوا جسمیں اس واقعہ کی عظمت بیان کی اور تمامی اہل عراق کی عامۃً اور اہل کوفہ کی خاصۃً مذمت کی چنانچہ بعد حمد و نعت کہا کہ اہل عراق غادر ہیں فاجر مگر قلیل اور اہل کوفہ بدترین اہل عراق ہیں۔ انہوں نے دعوت کیا امام حسینؑ کی کہ اونکی نصرت کرینگے اور والی اپنا بنائینگے۔ جب وہ وہاں تشریف لیگئے تو

ابن زیاد بن سمیه فیمضی فیک
حکمه واما ان تحارب فرای والله
انه هو واصحابه قلیل فی کثیر
فان کان الله لم یطلع علی الغیب
انه مقتول ولکنه اختار المیتة
الکریمة علی الحیاة الذمیمة فرحم
الله الحسین واخزی قاتله لعمری
لقد کان من خلافهم ایاه و
عصیانهم بما کان فی مثله واعظ
وناه عنهم ولکنه ما قدر نازل
واذا اراد الله امرا لم یدفع
افبعد الحسین نطمئن الی
هولاء القوم ونصدق قولهم
ونقبل لهم عهدا الا والله ا
نراهم لذلک اهلا اما والله
لقد قتلوه طویلا باللیل قیامه
کثیرا فی النهار صیامه احق بما هم
فیه منهم واولی به فی الدین
والفضل اما والله ما کان
یبدل بالقرآن غناء ولا بالبکاء
من خشیة الله حداء ولا بالصیام
شرب الحرام ولا بالمجالس
فی حلق الذکر تکلاب الصید

توسب مخالف ہو گئے کہنے لگے یا تو
ہماری اطاعت کرو کہ ابن زیاد کے
پاس بھیج دیں۔ وہ جو چاہے حکم
جاری کرے۔ یا ہم سے جنگ کرو
پس امام حسینؑ نے اپنے اصحاب کو
دیکھا کہ وہ بہت ہی قلیل ہیں بمقابلہ
کثیر۔ پس اگر خدا نے کسیکو غیب پر
نہیں مطلع کیا تھا تو وہ ضرور قتل
ہونگے۔ لیکن امام حسینؑ نے بزرگانہ
موت کو اختیار کیا اس ذلیل زندگی
پر۔ پس خدا انپر رحم کرے اور انکے
قاتلوں پر عذاب۔ قسم اپنی زندگی کی۔
لوگوں کی مخالفت اور نافرمانی امام
حسینؑ سے ایسا امر ہے کہ لوگ
اوس سے عبرت لیں اور نصیحت
پکڑیں۔ مگر جو تقدیر ہے وہ جاری ہو کے رہتی
ہے۔ اور ارادہ خدا کو کوئی بدل نہیں
سکتا۔

کیا بعد شہادت امام حسین ع
ہم اس قوم پر اطمینان کر سکتے ہیں اور
اونکے قول اور عہد کو قبول کر سکتے
لا واللہ ہرگز وہ اسکے اہل نہیں ہیں
قسم خدا کی اونہوں نے ایک ایسے شخص

بعرض یزید فسوف یلقون عنا فثار الیہ اصحابہ وقالوا اظہر بیعتک فانک لم یبق احد اذ ھلک الحسین ینازعک ھذا الامر وقد کان یبایع سرا وہو یظہر انہ عائذ بالبیت فقال لہم لا تعجلوا عنہ حلمہ(؟)

کو قتل کیا ہے جو راتوں کو عبادت خدا کے ساتھ قیام کرتا اور تمام روز روزہ رکھتا۔ ہر طرح سے وہ مستحق اور لائق تھے اس خلافت کے۔ نہ وہ قرآن کو تبدیل کر کے گمراہی کی بات کرتے۔ نہ خوف خدا سے گریہ و بکا کو بیہودہ باتوں سے بدلتے۔ نہ روزہ کے بدلے شراب پیتے۔ نہ بجائے ذکر خدا شکاری کتوں سے بازی کرتے۔ اس تقریر سے ابن الزبیر نے تعریض کیا یزید پلید پر۔ کھڑے ہوئے اصحاب ابن الزبیر اور کہا کہ تم اپنی بیعت ظاہر کرو جب شہید ہو گئے امام حسینؑ تو اب کوئی مخالف نہیں ہا۔ ابن الزبیر چونکہ مخفی طور سے لوگوں سے بیعت لیتے تھے مگر ظاہر یہ کرتے تھے کہ وہ تو خانہ خدا میں پناہ گزیں ہیں۔ لہذا اپنے اصحاب کے جواب میں کہا ابھی جلدی نہ کرو۔

اس عبارت سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ ابن الزبیر نے شہادت جناب امام حسینؑ کو اپنی کامیابی کا ذریعہ قرار دیا کہ خطبہ پڑھ پڑھ کے لوگوں کو یزید سے نفرت دلانا شروع کیا کہ وہ ایسا ظالم و سفاک ہے کہ جس نے فرزند رسول کو شہید کر ڈالا لہذا اب کیونکر کوئی اعتماد کر سکتا ہے یا اسکے قول و قرار پر اعتبار ہو سکتا ہے وہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ ابھی تک یہ خلیفہ اہلسنت جسکی صحت خلافت میں کسیکو عذر نہیں تقیہ بازی اور جعلسازی کر رہا ہے کہ چھپکے چھپکے لوگوں سے بیعت لے رہا ہے اور ظاہر یہ کرتا ہے کہ ہم تو خانہ خدا میں پناہ گزین ہیں۔ اسپر بھی اہلسنت کا اعتراض تقیہ پر عجیب ہے۔

اب یہاں سوال یہ ہے کہ عبداللہ بن زبیر اہلسنت کے نزدیک صحابی رسول ہیں۔ اور زبیر کا بیٹا ہے جسکو حواری رسول کا خطاب دیا گیا ہے زبیر

کی ماں صفیہ بنت عبدالمطلب ہیں۔ اور عبداللہ بن زبیر کی ماں اسما بنت ابوبکر ہیں کیا ابنِ محبت و ولایت اہلبیت طاہرین لازم نہ تھی جو جناب امام حسین علیہ السلام کی نصرت کرتے اور حضرت کے ساتھ سفر عراق اختیار کرتے کیونکہ یہ تو خود وہ اپنے خطبہ میں بیان کرتے ہیں کسیکو یہ عیب نہیں معلوم تھا کہ حضرت امام حسینؑ ضرور شہید ہونگے۔ لہذا جسطرح امور تقدیر تابع تدبیر ہوتے ہیں اوسیطرح امام کی شہادت بھی تابع تدبیر تھی کہ اگر کل صحابہ آپکی نصرت کرتے اور آپکا ساتھ دیتے تو جسطرح رسول اللہ اپنے غزوات میں مظفر و منصور ہوئے امام حسینؑ بھی مظفر ہوتے مگر یہ صحابہ کی ایمانداری تھی کہ اونہوں نے ساتھ چھوڑ دیا اور فرزند رسول کو تنہا ذبح ہونے دیا۔ اور اوسکو اپنی کامیابی کا ذریعہ قرار دیا۔ کیا اسکے بعد بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ صحابہ مسلمان تھے جو حضرت کے قیام مکہ کو اپنی کامیابی میں مخل پاکر ناگوار مان رہے ہیں۔ چاہتے ہیں کہ جسطرح ہو آپ مکہ خالی کریں۔ رائے دے رہے ہیں مشورہ دے رہے ہیں یہانتک کہ حضرت نے سفر غریب اختیار کیا اور شہید ہوئے۔ اور وہی شہادت انکی کامیابی کا ذریعہ ہوا۔

یہاں پھر دیکھو معصوم و غیر معصوم کا فرق معلوم ہوگا کہ امام حسینؑ نے اول ہی روز مردانہ وار بیعت یزید سے جو خلاف شرع تھا انکار صریح کیا اور ولید کے پاس حجت تمام کرکے اوٹھ آئے اور ابن الزبیر نے یہی کام مکر و حیلہ کیا کہ برابر اقرار کرتا رہا آتا ہی اب آتا ہزاروں گالیاں سنیں ستفار سنیں ہم بھیجیں قسمیں کھائیں کہ آتا ہوں آخر مدینہ سے فراری ہوا۔ کیا یہ فرق بین نہیں ہے؟ جناب امام حسینؑ نے مکہ میں قیام فرمایا کہ کسی قسم کی سازش کی نہ مکر و فسا اور ابن الزبیر جس روز سے آیا انواع و اقسام کا فساد کر رہا ہے۔ اپنے بھائی عمر کو کوڑوں سے مروایا ہزاروں کا خون کیا جس سے حرمت خانہ کعبہ ضایع و برباد ہوئی۔

جناب امام حسین تابع مرضی باری ہیں جو حکم خدا و رسول ہے اوسکو انجام دے رہے ہیں نہ کسی کا مشورہ سنتے ہیں نہ کسی کی راے بلکہ عزم مستقل پر ثابت قدم ہیں کہ جب تک دین اسلام پر کوئی آفت نہیں آتی خانہ کعبہ میں مقیم ہیں۔ اوسپر رخنہ پڑنے کا خوف ہوا اور آپنے بالاعلان سفر کیا۔

ابن الزبیر سبکو دہوکہا دے رہا ہے نہ بیعت یزید سے بالکل انکار کر رہا ہے نہ اقرار بلکہ ہر طرح کا مکر و حیلہ کر رہا ہے اور تمامی مخلوقات کو دہوکہا دیتا ہے۔

جناب امام حسین احکام خدا کو بیان کر رہے ہیں کہ ایک مینڈہے کے ذریعہ سے اس خانہ خدا کی حرمت برباد ہوگی خود ابن الزبیر سے صاف صاف کہدیا کہ حضرت کا یہ ارشاد ہے۔

ابن الزبیر خود امام کو بھی دہوکہا دے رہا ہے کہ نہ حدیث رسول کی سماعت کرتا ہے نہ اوسکے وعید کی بلکہ کبھی تو یہ مشورہ دیتا ہے کہ اگر جیسے دوست آپکے کوفہ میں ہیں میرے ہوتے تو میں کہیں نہ جاتا سیدھا وہیں چلا جاتا پہر بخوف تہمت کہتا ہے کہ آپ یہیں قیام فرمائے ہمکو نائب بنائیے ہر طرح سے ہم امداد کرینگے جس سے اوسکا مقصود یہ ہے کہ حضرت کو دہوکہ دیں

جناب امام حسین کل حالات پوست کندہ بیان فرماتے ہیں کہ یہ ہمارے قیام سے ناگوار کہاتا ہے چاہتا ہے کہ ہم نکل جائیں کیونکہ جب تک ہم رہینگے کوئی اسے نہ پوچہے گا۔

ابن الزبیر جانتا ہے حضرت اوسکے مکر و حیلہ سے بیخبر ہیں حالانکہ سب حال آپکو معلوم ہے مگر جو مصلحت آپکو دامنگیر ہے کہ جان جاے تو جائے مگر احکام اسلام نہ نکلنے پائیں وہ آپکو مجبور کرتے ہیں کہ آپ وہ راہ اختیار کریں جس سے حکم خدا و رسول کی تعمیل ہو اور تمام عالم پر کفر و اسلام کا فرق منکشف ہو جائے کہ یہ مسلمان نما کافر صحابہ۔ اون کافروں سے بھی بدتر ہیں جنہوں نے علانیہ خدا و رسول کو نہ مانا کہ وہ سرے سے مخالف رہے اور یہ اقرار و اظہار بہ اسلام کے بعد

وہی کام کرتے ہیں جو اون کا فرزندوں کا کام تہا۔ اسی لئے عین روز ترویہ آپنے سفر عراق اختیار کیا کہ اگر کوئی مسلمان ہوگا تو وہ حکم اسلام کی تعمیل کریگا ورنہ فرزند رسول ہیں کوشش کریگا۔

مگر کہاں رہا کوئی مسلمان اسلام تو زمانہ خلافت خلیفہ اول سے رخصت ہو چکا تھا ہر شخص کو دنیا کی فکر تھی۔

مگر عبد اللہ بن زبیر اب ہم کچھ مختصر حالات ابن الزبیر یہاں لکھتے ہیں جس سے معلوم ہو کہ اوسنے جو خلافت چند روزہ خانہ کعبہ میں رہکر حاصل کیا تہی تو کسی ذلت وخواری اور فریب ومکاری سے تاکہ معلوم ہو کیا کوئی مسلمان ایسی خلافت حاصل کر سکتا ہے۔

علامہ ابن اثیر تاریخ کامل میں لکھتے ہیں کہ بعد شہادت جناب امام حسین ع ابن الزبیر کی بیعت شروع ہوئی مگر مخفی کارروائی ہوئی وعمرو بن سعید یومئذ عامل مکہ وھو اشد شئ علی ابن الزبیر وھو مع ذلک یداری ویرفق صہ

یعنی اوس زمانہ میں عمرو بن سعید اشدق حاکم مکہ تہا اور ابن الزبیر پر نہایت سخت گذرتا تھا اوسکا قیام حالانکہ وہ رفق ومدارا کرتا

آخر ابن الزبیر سے کچھ ایسے مکروحیلے ہوئے کہ یزید نے عمرو بن سعید اشدق کو معزول کیا اور اوسکے جگہ پر پھر ولید کو حاکم مقرر کیا فدخل علی یزید واعلمہ ماکان فیہ من مکایدہ ابن الزبیر فعذرہ وصدقہ تاریخ کامل

یعنی جب عمرو بن سعید معزول ہوکر یزید کے پاس گیا تو اوسنے سارا حال مکر ابن الزبیر کا کہا جسپر یزید نے اوسکا عذر قبول کیا اور تصدیق کی

اس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ ابن الزبیر کسطرح کا دنیادار تہا۔ کیا امام معصوم اسطرح کے مکروحیلہ سے کام لے سکتے تھے ہرگز نہیں

وصیت معاویہ دربارہ ابن الزبیر۔ ہاں یہاں آپکو یہ بھی دیکھ لینا چاہیئے

کہ وہی یزید جسنے جناب امام حسینؑ کو اس بے رحمی سے شہید کرایا۔ ابن الزبیر کے ساتھ
کیا سلوک کر رہا ہے۔ حالانکہ معاویہ نے اسکے بارہ میں وصیت کی تھی تاریخ کامل میں ہے
واما الذی یجثم لک جثوم الاسد ویراوغک مراوغة الثعلب
فان امکنتہ فرصة وثب فذلک ابن الزبیر فان ھو فعلھا
بک فظفرت بہ فقطعہ اربا واحقن دماء قومک ما
کہ معاویہ نے کہا جو شخص مثل شیر کے حملہ کریگا اور مثل لومڑی کے فریب دیگا وہ ابن الزبیر ہے
اگر تجھہ اوسپر ظفر حاصل ہو تو ٹکڑہ ٹکڑہ کرڈالنا اور اپنی قوم کے خون کی حفاظت کرنا
یہ ہے معاویہ کی وصیت اور وہ ہے ابن الزبیر کی شرارت کہ مدینہ
سے بھاگ کر مکہ گیا اور وہاں یزید کی لشکر کو جو مدینہ سے آیا تھا قتل کیا مگر اسپر بھی یزید کا
برتاو اوسکے ساتھ یہ ہے کہ تاریخ کامل میں ہے فلما استقر عند یزید ما قد جمع
ابن الزبیر بمکہ من الجموع اعطی اللہ عھدا لیوثقنہ فی سلسلة
فبعث الیہ سلسلة من فضة مع ابن عطاء الاشعری وسعد
واصحابھما لیاتوہ بہ فیھا وبعث معھم برنس خز لیلبسوہ علیھا
لئلا تظھر للناس ص ۸
کہ جب یزید کو بخوبی معلوم ہوا کہ ابن الزبیر نے مکہ میں کچھہ فوج جمع کی ہے اوسنے خدا سے
عہد کیا کہ ابن الزبیر کو قید کریگا۔ پس چاندی کی زنجیریں بنوا کر ابن عطاء اشعری اور
سعد کے ساتھ بھیجا کہ اوسکو گرفتار کرکے اوسمیں لاے اور ایک برنس دیا کہ اوپر سے
پہناویں تا لوگو نپر یہ نہ ظاہر ہو کہ اوسکے ہاتھہ پاؤں گلے میں زنجیر پڑی ہے
اس برتاو سے تو آپ سمجھہ سکتے ہیں کہ ابن الزبیر کی آخر یہ عزت کیوں کی گئی اسلئے
سے کہ وہ صحابی ہے اور صحابی زادہ حضرت ابوبکر کا نواسہ اسلئے اوسکے واسطے یہ سامان
کیا گیا۔ اور جناب امام حسینؑ کے واسطے جو فرزند رسول تھے وہ سامان کیا گیا جس سے
تمام عالم مطلع ہے کہ کس بیرحمی سے شہید کئے گئے اور کسطرح آپکے اہل حرم قید و اسیر کئے گئے
نہیں ہے آپکو اسکی بھی وجہ معلوم ہوگی کہ حضرات اہلسنت میں جو اسقدر جوش

حمایت یزید پیدا ہوا ہی اوسکی یہی وجہ ہی کہ جہاں نواسہ رسول کو اوسنے اس بیرحمی سے شہید کیا وہاں نواسہ ابوبکر کی اوسنے یہ عزت کی۔ حالانکہ اگر عیاذاباللہ امام حسین پر مخالفت یزید کا جرم قایم کیا گیا تھا تو اوسمیں دونو مساوی تھے

بلکہ ابن الزبیر کا جرم نہایت وزنی تھا کہ ہزاروں آدمیونکو یزید کے خاص جرم خدامیں اوسنے قتل کیا اور سال بہر سے فریب و مکر کر رہا ہی۔ تاہم اوسکی یہ عزت کی جاتی ہے۔ صرف اسوجہ سے کہ اہلسنت کے خلیفہ اول کا نواسہ ہی۔ بخلاف امام حسین کے جو فرزند رسول اللہ ہیں۔ کہ نہ کوئی شخص اسوقت ملت رسول پر تہا نہ کوئی مسلمان تہا جو فرزند رسول کی حمایت کرتا اور یا دنکے خیال سے یزید کو کچھ حسن سلوک کی ضرورت ہوتی اور آگے چلکر آپکو یہ بھی معلوم ہو گا کہ دربار شام میں جہاں امام حسین کا سر کاٹکر اشقیای امیت لیگئے ہیں وہاں ابن الزبیر کا سر بھی گیا ہے۔ مگر امام کے سر سے کیا برتاو ہوا جسکا بیان بہی نہیں ہوسکتا۔ اور ابن الزبیر کے سر کے ساتہ کیا سلوک ہوا کہ عورات بنی امیہ نے غسل دیا ہے گود میں لیا ہی روئی ہیں دفن کیا ہے۔

کیا اسکے بعد بہی کوئی کہسکتا ہی کہ اوس زمانہ کے مسلمانوں میں جو سب صحابہ تھے یا تابعین کسی قسم کی محبت رسول اللہ سے تھی۔

اسکے ساتہ آپکو یہ بھی معلوم ہوگا کہ ایک طرف اہلبیت رسول غل و زنجیر میں گرفتار ہیں اور سر امام حسین طشت میں رکہا ہوا ہی یزید بے ادبی کر رہا ہے۔ تاریخ کامل صفحہ ۳۵ و ہاں ابوبرزہ اسلمی صحابی اعتراض کرتے ہیں کہ اے ملعون یہ کیا ظلم کرتا ہی۔ تو ابوبرزہ اسلمی۔ اسوجہ سے چھوڑ دی جاتے ہیں کہ صحابی رسول ہیں۔ اور اہلبیت کے نسبت کسیکو یہ بہی خیال نہیں ہوتا کہ وہ فرزند رسول ہیں یہی معاملہ دربار زیاد میں بہی ہوا ہے۔ زید بن ارقم صحابی کے ساتہ تاریخ کامل صفحہ ۳۴۔ جس سے بخوبی معلوم ہوسکتا ہے کہ اوس زمانہ کے صحابہ و تابعین کا ایمان کیسا تھا کہ اہلبیت رسول کی تو یہ توہین کی جاتی۔ اور اصحاب کی یہ حرمت۔

دوسرا مکر ابن الزبیر جب عمرو بن سعید مکہ سے بمکر ابن الزبیر معزول ہوا تو یزید نے ولید بن عتبہ کو حاکم مکہ مقرر کیا۔ اور اوسنے اکرام کیا تو ابن الزبیر نے اسکے ساتھ بھی فریب کیا تاریخ کامل میں ہے ثم ان ابن الزبیر عمل بالمکر فی امر الولید فکتب الی ابن الزبیر نے ولید کے بارے میں

یزید انک بعثت رجلا اخرق لا یتجہ لرشد ولا یرعوی لعظۃ الحکیم فلو بعثت رجلا سہل الخلق رجوت ان یسہل من الامور ما استوعر منہا وان یجتمع ما تفرق فعزل یزید الولید وولی عثمان بن محمد بن ابی سفیان وہو فتی غر حدث لم یجرب الامور ولم یحنکہ السن لا یکاد ینظر فی شیء من سلطانہ ولا عملہ صا

پھر مکر سے کام لیا کہ یزید کو لکھا کہ یہ آدمی سخت اور تند خو ہے جو نہ کسیکی راے پاتا ہے نہ مصلحت پر نظر کرتا ہے اگر کوئی شخص نرم مزاج آئے تو ممکن ہے یہ ساری خرابیاں دفع ہوں یزید نے ولید کو معزول کیا اور عثمان بن محمد بن ابوسفیان کو حاکم مقرر کیا جو بالکل نوجوان تھا اور ناتجربہ کار کہ نہ سلطنت کے امور سے واقف تھا نہ حکومت کے امور سے۔

اہلسنت اپنے اس صحابی اور صحابی زادہ بلکہ خلیفہ وقت کے اس جعل و فریب سے تو بہت خوش ہونگے کہ اوسنے اہل مکہ کی طرف سے ایک جعلی خط بنا کر یزید کے پاس بھیجا اور اوسے دہوکا دیا کہ وہ اسکے مغالطہ میں آگیا اور ولید کو فوراً معزول کر کے ایک ناتجربہ کار لونڈے کو حاکم بنایا۔

مگر اس سے اونکو سخت ملال ہوگا کہ یزید جو اونکے یہاں نبی بھی مانا گیا ہے علاوہ اور اقسام فسق و فجور و انواع کفر و نفاق کے امور سلطنت میں بھی ایسا خام اور کم عقل تھا کہ ابن الزبیر سے مغالطہ پر مغالطہ کہاتا رہا ایک سال میں دو حاکم معزول کیا اور آخر ایک ایسے ناتجربہ کار کو حاکم بنایا جس سے ابن الزبیر کی ساری

مرادیں بن آئیں۔

ہاں یزید کا یہ احسان اہلسنت کے گردن پر ایسا ہے کہ جو کچھ نہ اوسکی حمایت وطرفداری کریں وہ کم ہے کہ اوسنے فرزند رسول کو اس بیرحمی سے شہید کیا۔ ورنہ جس حیثیت سے دیکھا جاے وہ کسیطرح قابل ہمدردی نہیں ہے نہ صاحب دین ہے نہ صاحب عقل وتدبیر۔ مگر اہلسنت اوسپر جان دے رہے ہیں

محاصرۂ ابن الزبیر اب میں بخیال طول ان حالات کو یہیں چھوڑ کر محاصرۂ ابن الزبیر پر آتا ہوں کہ یزید نے اسکے محاصرہ کو لشکر بھیجا اور اوسنے آکر محاصرہ کیا ہے تو ابن الزبیر نے کسطرح خانہ خدا کی حرمت برباد کی ہے جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جناب امام حسینؑ کیونکر مکہ میں قیام کرتے اور کیونکر ان امور کے مرتکب ہوتے جو کسی مسلمان سے نہیں ہوسکتا۔

سنہ ۶۲ ہجری میں عثمان بن محمد بن ابوسفیان جب حاکم مکہ ہوا تو اسنے ایک وفد بزرگان مدینہ معین کیا جو دربار شام میں یزید کے پاس روانہ کیا گیا۔ یزید نے بہت کچھ انعام وجایزہ دیا مگر وہ لوگ جب واپس آئے تو یزید کے فسق وفجور کو عام طور سے مشتہر کیا اور آخر سبنے یزید کو خلافت سے خلع کیا جسپر یزید نے ایک فوج بھیجا اور سنہ ۶۳ مدینہ میں قتل عام رہا اور روضہ رسول بیحرمت کیا گیا جسکو کچھ تفصیل سے ہم آیندہ بیان کرینگے۔

سنہ ۶۴ میں وہ یزیدی سپہ سالار مسلم بن عقبہ جسکا نام بعد اس واقعہ کے مسرف بن عقبہ قرار پایا قتل اہل مدینہ سے فارغ ہو کر جانب مکہ روانہ ہوا کہ ابن الزبیر سے جنگ کرے اور خانہ کعبہ کا محاصرہ۔ اثناے راہ میں مسلم ملعون واصل بجہنم ہوا جسکے وقت موت کا حال تاریخ کامل میں اسطرح فلما حضرہ الموت احضر الحصین بن النمیر وقال لہ یا برذعۃ الحمار لو کان الامر الی ما ولیتک ھذا الجند ولکن امیر المومنین ولاک خذ عنی اربعا اسرع السیر وعجل المناجزۃ ولا تمکن قریشا من اذنک ثم قال

اللّٰھم انی لم اعمل قط بعد شہادۃ ان لا الٰہ الا اللّٰہ وان محمداً عبدہ ورسولہ عملا احب الی من قتلی اھل المدینۃ ولا ارجی عندی فی الاخرۃ فلما مات سار الحصین بالناس فقدم مکۃ لاربع بقین من المحرم سنۃ اربع وستین ص ۹۴

کہ جب مسلم کے موت کا وقت آیا تو اوسنے حصین بن نمیر کو بلا بھیجا جو اسی لشکر کا ایک سردار تھا اور کہا اے بردعۃ الحمار[1] اگر میرا اختیار ہوتا تو میں تجھے ہرگز افسر نہ بناتا مگر کیا کروں کہ یزید کا یہی حکم ہے دیکھ چار باتیں یاد رکھنا (۱) جلد کوچ کرنا (۲) لڑائی میں جلدی کرنا (۳) قریش کی باتیں نہ سننا۔ پھر کہا خدایا تو گواہ رہنا کہ مینے بعد اقرار شہادت لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ۔ کوئی عمل بہتر اس سے مینے نہیں کیا کہ اہل مدینہ کو قتل کیا نہ اس سے زیادہ محبوب کوئی عمل مجھسے ہوا جس سے تمام تر آخرت میں امید اجر ہے۔

اس کلام سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ کیسا مسلمان تھا جسنے مدینہ کو غارت کیا روضہ رسول کو بیحرمت کیا۔ اور وہ اپنے اس عمل کو تمامی اعمال سے بہتر سمجھتا ہے اور آخرت کی ساری امیدیں اسی عمل سے وابستہ مانتا ہے اسپر بھی وہ اہلسنت کے یہاں مسلمان ہے اور نہایت واجب الاحترام کیونکہ صحابی ہے یا تابعی پھر یہ لوگ فرزند رسول کے قتل کو کب کار ثواب جانتے ہونگے۔

بہرحال حصین بن نمیر محرم کو مکہ پہونچا اور ابن الزبیر نے اوس سے جنگ شروع کی ابن الزبیر کا بھائی منذر اسمیں مارا گیا اوسکے بعد فوج شام حملہ آور ہوئی جس سے ابن الزبیر کی لشکر نے شکست کھائی اور خود ابن الزبیر گھوڑے سے گرا۔ مگر اوسکے آوازپر مسور بن مخرمہ اور مصعب جنگ کو نکلے جو دونو مارے گئے پھر رات ہوگئی اور دونو فوجیں اپنی اپنی جگہ پر ساکن ہوئیں۔

یہ پہلی لڑائی تھی جسمیں ابن الزبیر کے تین آدمی مارے گئے اور فرار کرکے خانہ کعبہ میں

---

[1] بردعہ بالفتح گلیم سطبر کہ زیر پالان بر پشت ستور نہند منتہی الارب

پناہ گزین ہوئے محاصرہ کی کارروائی شروع ہوئی محرم صفر۔ اسیطرح جنگ ہوتی رہی جس سے فوج شام بہت تنگ آئی۔

۳ ربیع الاول سے اہل شام نے منجنیق نصب کی خانہ کعبہ پر آگ برسنے لگی یہانتک کہ خانہ کعبہ جلگیا اور اہل شام یہ رجز پڑھتے تھے خطارۃ مثل الفنیق المزبد نرمی بہا اعواد ھذا المسجد

خانہ کعبہ کے جلنے میں اختلاف

علامہ ابن اثیر یہاں دو قول لکھتے ہیں ایک تو یہ کہ خود عبداللہ بن الزبیر کی فوج جو گرد خانہ کعبہ تھی اوسی کی بدولت خانہ کعبہ میں آگ لگی اور پردہ اور لکڑیاں اوسکی سب جل گئیں دوسرا قول یہ ہے کہ اہل شام نے جو منجنیق نصب کی تھی اوسکی بدولت خانہ کعبہ جلا اور اسی قول کی وہ تائید کرتے ہیں کیونکہ بخاری نے صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ ابن الزبیر نے خانہ کعبہ کو اوسیطرح جلا ہوا اسلئے چھوڑ دیا کہ لوگ دیکھیں خانہ کعبہ جل گیا ہے جنسے مسلمانوں کے دل اہل شام سے برگشتہ ہوں اور اونسے جنگ پر آمادہ ہوں۔

یہہ محاصرہ ابھی قایم ہی تہا کہ یزید کے موت کی خبر آئی اور حصین بن نمیر روانہ شام ہوا صفحہ ۹۸

اگرچہ اس مورخ نے صحیح بخاری کی روایت کو زیادہ مستند سمجھا ہے مگر جن لوگونکو بخاری کی حالت معلوم ہے کہ وہ کسطرح اپنے خلفا اور صحابہ کی طرفداری میں وضعی حدیثیں لاتے ہیں۔ وہ سمجھ سکتے ہیں کہ مورخ نے جو پہلا قول لکہا ہے وہ زیادہ قرین قیاس ہے کیونکہ خانہ کعبہ کے ہرچہار طرف بدو عرب کے ڈیرے پڑے ہوے ہیں جو بے تمیزی سے کہانا پکاتے ہیں لہذا اونکی شرارت سے اسکا جلنا نہایت قرین قیاس ہے۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ابن الزبیر نے قصداً خانہ کعبہ کو جلوا دیا ہو اور یہ مشہور کیا ہو کہ یزیدیوں نے جلایا۔ کیونکہ اسکی مکاری اور حیلہ گری سبکو معلوم ہے اور حضرت عائشہ کے سامنے پچاس گواہ جہوٹے طیار کئے تھے اسپر کہ یہ آب جواب نہیں ہے

علامہ ذہبی لکھتے ہیں کہ اس واقعہ میں خانہ کعبہ کی چہت جل گئی اور اوسکے پردے

بھی اور دونوں شاخیں اوس دنبہ کی جو فدیہ حضرت اسمعیل میں ذبح ہوا اور سقف
خانہ کعبہ میں بغرض یادگاری آویزاں تھا۔ وہ بھی جل گیا تاریخ الخلفا سیوطی صفحہ [illegible]
مسلمانوا۔ اہلسنت کو تو اس واقعہ سے کوئی عبرت نہو گی کیونکہ اونکا اسلام تو تمام
خلفا و صحابہ سے متعلق ہے لہذا خانہ کعبہ پر جو کچھ گذرا۔ اونکو کوئی ہمدردی نہیں کیونکہ
دونوں طرف تو صحابی زادہ ہے اور خلیفہ وقت۔ یزید خال المومنین معاویہ کا بیٹا ہی
ابن الزبیر حضرت ابوبکر کا نواسہ پھر کہیں تو کیا کہیں۔ مگر جو شخص اہل اسلام ہوگا اوسکے
دلمیں تو ہوک اوٹھے گی اور زور دل سے آہ کریگا کہ ان مسلمان نما کافروں نے
کسطرح اسلام کو تباہ کیا۔ قرآن کو عثمان صاحب نے جلایا خانہ کعبہ کو ابن زبیر اور یزید [illegible]
ے جلایا۔ مدینہ اور روضۂ رسول کو یزید نے غارت کیا اور اسقدر بے حرمتی کیا کہ کوئی کافر بھی اوسکی جرات
پھیر بتاؤ امام حسین علیہ السلام کیونکر مکہ میں قیام کرتے۔ اور کن آنکھوں سے ان حالات
کو ملاحظہ کرتے کہ خانہ خدا اسطرح بے حرمت کیا جائے اور امام دیکھتے رہیں۔ بلکہ خود اوسکے
باعث ہوں اسی لئے حضرت نے کمال روحانیت و حقانیت سے فرمایا کہ جہانتک دور
اس سے میں شہید کیا جاؤں مجھے پسند ہے بہ نسبت اسکے کہ اس سے قریب ہوں۔ میں
کسیطرح اسکو جایز نہیں رکھتا کہ میرے سبب سے اسکی حرمت برباد ہو۔

نہیں نہیں تم اسکا یقین کرو کہ اگر جناب امام حسین علیہ السلام یہاں قیام
فرماتے تو شاید کیا یقینا اس سے زیادہ بے حرمتی خانہ کعبہ کی کی جاتی۔ بلکہ کیا عجب ہے کہ بالکل
خانہ کعبہ گرا دیا جاتا اور معدوم کر دیا جاتا کیونکہ تم پہلے پڑھ آئے ہو خود یزید نے ابن الزبیر
کے ساتھ کیا برتاؤ کیا ہے کیسی اوسکی عزت کی ہے کہ چاندی کی زنجیریں اوسکی گرفتاری
کو بھیجیں۔ تین برس تک کی مہلت دی۔ مگر جناب امام حسینؑ کے ساتھ جو برتاؤ کیا گیا وہ بھی
سبکو معلوم ہے کہ نہ ایک روز کی مہلت ملی نہ ایک دفعہ بھی مہربانی کی باتیں کی گئیں۔
اور واقعات مابعد سے بھی ظاہر ہے کہ ابن الزبیر کا سر جب شام میں گیا ہو تو کیا سلوک
کیا گیا۔ اور سر امام حسینؑ سے کیا سلوک ہوا

لہذا یہ امر نہایت درجہ قرین قیاس ہے کہ اگر جناب امام حسینؑ وہاں قیام فرماتے اور تب

اوسکو اپنا دار الخلافہ قرار دیتے تو یقیناً خانہ کعبہ کا نشان مٹا دیا جاتا کیونکہ آخر وہ
سب مکانات جو اہلبیت اطہار کے متصل مسجد رسول تھے اوسکی راہ مسجد رسول
سے تھی۔ مٹا دی گئی کہ آج زائرین روضہ رسول کو ہرگز نہیں معلوم ہو سکتا اون حضرات
طیبات کے مکانات کہاں تھے اور کیسے تھے حالانکہ بعد بنای مسجد یہی حضرات کا قیام مدینہ
منورہ میں تھا مگر اون مکانات کے نشان کہیں نہیں ملتے۔ تو پھر بھلا خانہ کعبہ کیونکر باقی رہتا
اب بھی جو لوگ حج خانہ کعبہ کو جاتے ہیں اونکو معلوم ہوتا ہی کہ حضرات طیبات کے متعلق
جو کچھ آثار تھے کسیطرح مٹا دیئے گئے تمام عالم کو معلوم ہے جناب امیرؑ کی ولادت اندرون
خانہ کعبہ ہوئی۔ دیوار اوسکی شق ہوئی اوسکے کل نشان تو نکو مٹا دیا ہے صرف اختلاف
الوان سنگ سے واقف کار مطوفوں سے کچھ حالات معلوم ہوتے ہیں

پارہ پارہ ہونا حجر اسود کا ابن الزبیر کا یہ فتنہ جس سے خانہ کعبہ اسطرح برباد کیا
ایک ایسا عظیم الشان واقعہ ہے کہ آج تک حجر اسود جسکا تقبیل اور استلام داخل
ارکان حج ہے۔ آجتک ان ظلموں پر فریاد کرتا ہے نوادر الاصول حکیم ترمذی میں ہے
**ورمی الحجر الاسود بالمنجنیق فانصدع حتی ضببت بالفضۃ فھو
الی یومنا کذلک وسمع للبیت انین آہ آہ** کما فی الاستقصاء صفحہ
یعنی حجر اسود پر منجنیق سے سنگ بارانی کی گئی جس سے وہ پارہ پارہ ہوگیا اور پھر
چاندی میں جڑا گیا جو آجتک اسی حال میں ہے اور خانہ کعبہ سے آہ آہ کی آواز بلند ہوئی
جنلوگونکا اعتراض جناب امام حسینؑ کے سفر عراق پر ہے اونکا مطلب یہی ہے کہ
امام حسینؑ نے مکہ میں کیوں نہ قیام کیا اور اوسی کو معرکہ رزمگاہ کیوں نہ قرار دیا کہ خانہ
تباہ ہوتا مگر آپکو چند روزہ خلافت تو مل جاتی۔ مگر جو شخص حامل اسرار الٰہی ہو اور
محافظ شرع رسالت پناہی۔ وہ کیونکر ایسا کام کرسکتا ہے جس میں احکام اسلام
کے تباہ و ضایع ہونیکا خوف ہو۔ کیونکہ حضرت کو تو معلوم تہا جو سبق **خلفای
ثلثہ** اپنی امت کو دے گئے ہیں وہ کبھی بھولنے والا نہیں۔ اگر میں اندرون خانہ
کعبہ بھی جا چھپوں تو بھی ممکن نہیں ان یہود ان امت سے نجات ملے جسکو

کن لفظوں سے حضرت نے بیان فرمایا کہ اگر میں سوراخ میں مور چون بھی ہوں تو یہ میرا دل نکالینگے اور اپنی غرض کو پورا کرینگے۔ آپنے حالات صلح حدیبیہ میں دیکھا ہوگا کہ جناب رسالتمآب جب بغرض حج تشریف لیگئے ہیں جسمیں کفار قریش نے حضرت کو روکا اور آخر مصالحہ ہوا۔ تو بوقت روانگی حضرت نے یہ اہتمام کیا تھا کہ کسیطرح آلات جنگ ساتھ نہ جائیں جس سے اسکا شبہہ ہو کہ آپ بغرض جہاد آئے ہیں بلکہ ہر شخص کو معلوم ہو آپ بہ نیت حج تشریف لائے ہیں مگر عمر صاحب چپکے چپکے فوج کشی کا سامان کرتے تھے کہ وہاں جنگ ہوجائے

حضرت نے جب حدیبیہ میں صلح کیا ہے تو عمر صاحب کو بہت ناگوار ہوا اور چاہتے تھے کہ کسیطرح یہ صلح برہم ہو جسکے لئے وہ آہستہ آہستہ تلوار بڑہا رہے تھے۔ مگر ناکامیاب رہے۔

جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جو خیال خلیفہ دوم کا تھا وہی آجتک اہلسنت کا خیال ہے کہ احکام شرع کوئی چیز نہیں نہ دین اسلام کوئی شئی جو کچھ ہے وہ دنیا ہے اور اوسکی حکومت کہ جسطرح بنے اوسکو حاصل کرنا چاہئے

انہیں وجوہ سے امام حسین نے راہ خدا میں شہادت کو قبول کیا کہ بغیر اسکے حفاظت دین ناممکن ہے اور صحابہ اہلسنت نے وہ راہ اختیار کی جس سے دنیا ہاتھ آئے۔

محاصرہ ثانیہ خانہ کعبہ و قتل ابن الزبیر یہاں تک تو پہلے محاصرہ کا اجمالی حال تہا کہ یزید کی ابتدائی خلافت سے شروع ہوا اور اوسکی موت پر اوسکا خاتمہ ہوا۔

سنہ ۷۲ ہجری میں عبد الملک بن مروان جو شام میں خلیفہ ہوا تہا حجاج بن یوسف ثقفی کو قتل ابن الزبیر پر نامزد کیا دو ہزار یا تین ہزار فوج لیکر وہ کعبہ ہوا پہلے وارد مدینہ ہوا جہاں اسنے ایک شخص ثعلبہ نام کو حاکم مدینہ بنایا جسکی یہ حالت تہی کہ منبر رسول پر بیٹھکر بکری کا دودھ پیتا اور مغز کا نکالتا اور منبر پر

پر بیٹھا بیٹھا کہا تا۔ پھر اسپر تانے خرے کہا تا کہ اہل مدینہ کو غصہ آے

اس انتظام کے بعد حجاج نے حج کا احرام باندہا اور لشکر سمیت ماہ ذیلقعدہ میں داخل مکہ معظمہ ہوا۔ وہاں ابن الزبیر بہی آمادہ پیکار تھے نہ خود حج کیا نہ حجاج کو اسکی مہلت دی کہ پورے ارکان حج بجالاے تب عبداللہ بن عمر نے امارت حج اپنے ہاتہ میں لی کیونکہ حجاج نے عین زمانہ حج میں منجنیق کو کوہ ابو قبیس پر نصب کر دیا تھا اور خانہ کعبہ پر سنگ باری ہو رہی تھی لہذا ابن عمر نے کہلا بہیجا کہ حاجی لوگ دور دور مقام سے بغرض حج آئے ہیں اور تیری منجنیق انکو اجازت نہیں دیتی کہ وہ لوگ ارکان حج بجالاسکیں۔ لہذا زمانہ حج تک یہ سنگباری موقوف کیجائے۔ حجاج نے قبول کیا اور آتشبازی موقوف ہوا جب سب حج سے فارغ ہوئے منادی حجاج نے ندادینی شروع کی انصرفوا الی بلادکم فانا نعود بالحجارة علی ابن الزبیر الملحد ۱۳۶ تاریخ کامل

کہ اے حاجیو اپنے اپنے گہر چلے جاؤ کہ ہم پہر ابن الزبیر ملحد پر سنگ باری کرینگے حجاج کی یہ ندا جو حاجیوں کے لئے تھی اگرچہ خاص اس ضرورت سے تھی کہ ابن الزبیر پر بغرض فتح مکہ سنگ باری کرنی تہی مگر درحقیقت اسمیں بھی حجاج بیچارہ مقلد تھا حضرت عمر کا چنانچہ عقد الثمین میں مرقوم ہے کان سیدنا عمر بن الخطاب رض یدور علی الحجاج بعد قضاء النسک بالدرة ویقول یا اهل الیمن یمنکم ویا اهل الشام شامکم ویا اهل العراق عراقکم + ولذلک هم عمر بمنع الناس من کثرة الطواف ص مطبوعہ مصر

کہ عمر صاحب بعد فراغ حج درہ ہاتہ میں لیکر مکہ میں گہوما کرتے کہ اپنے اپنے گہر چلے جاؤ یہاں رہنے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ عام طور پر ارادہ کرلیا تہا کہ لوگونکو کثرت طواف سے مانع ہوں۔

جس سے آپ بھی سمجھتے ہیں کہ اسلامی دنیا کا کوئی فساد کوئی عمل شنیع ایسا نہیں ہو جسکے
موجد یہ ملاعنہ ہوں مثلاً حجاج و ابن زیاد وغیرہ ہے۔ بلکہ یہ ہر بیچارہ کی تعلیم خلفاے
ثلثہ اور دو صحابہ دے گئے تھے جنہیں حضرات اہلسنت اپنے دین و دنیا کا مقتدا اور
روحانی پیشوا مانتے ہیں

بہرحال اس عبارت سے آپکو یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن عمر اسوقت
بھی ایسا اقتدار رکھتے تھے کہ بمقابلہ حجاج - اور ابن الزبیر خود امیر حاج بنے اور سبکو
باامام حج کرایا پس اگر جناب امام حسین کی ہمراہی میں یہ بھی ہوتے تو آپ سمجھ سکتے تھے کہ
فرزند رسول ریں بیکسی اور غربت سے شہید ہوتا مگر صحابہ پر تو محبت دنیا نے ایسا
قبضہ کیا تھا کہ اسلام و ایمان سے اونکو کوئی سروکار ہی نہیں رہا۔

قتل ابن الزبیر آخر نتیجہ ان کارروائیوں کا عبداللہ ابن الزبیر کا یہ ہوا کہ تاریخ کامل
میں ہے تفرق الناس عنہ وخرجوا الی الحجاج بالامان خرج من عندہ
نحو عشرۃ الاف وکان ممن فارقہ ابناہ حمزہ و خبیب اخذ الانفسہما

اسلام صفحہ ۱۳۶

کہ کل ہمراہیان ابن الزبیر نے رفاقت اوسکی ترک کی اور حجاج کے امان میں چلے گئے
قریب دس ہزار آدمیوں کے نکل گئے اور منجملہ اونکے جنہوں نے ابن الزبیر کی رفاقت ترک
کی خود اوسکے بیٹے حمزہ - اور خبیب تھے کہ ان دونوں نے حجاج سے امان مانگی اور
باپ کو تنہا چھوڑ کر چلے گئے۔

اس مورخ نے صرف دو ہی آدمیوں کا نام فرزندان ابن الزبیر سے لکھا ہے
جنہوں نے اپنے باپ کی ترک رفاقت کی حالانکہ عقدالثمین تاریخ بلدالامین سے معلوم
ہوتا ہے کہ ابن الزبیر کے آٹھ بیٹے بعد قتل ابن الزبیر باقی رہے چنانچہ اصل عبارت
یہ ہے وخلف من الاولاد عبد اللہ و حمزہ و خبیب و ثابت و عباد
و قیس و عامر و موسی صفحہ ۵۲

اور تاریخ کامل میں ہے وکان ممن فارقہ ابناہ حمزۃ و خبیب اخذ الانفسہما

امانا فقال عبد اللّٰہ لابنہ الزبیر خذ لنفسک امانا کما فعل اخوانک فو اللّٰہ انی لاحب بقاءکم فقال ما کنت لارغب بنفسی عنک فصبر معہ فقتل ص ۱۳۶ جلد ۴

یعنی جب ابن الزبیر کے بیٹے خبیب وحمزہ نے حجاج سے امان لی تو ابن الزبیر نے اپنے بیٹے زبیر سے کہا کہ تو نے بھی کیوں نہ اپنے بھائیوں کی طرح امان لی تو زبیر نے کہا کہ ہم اپنی جان بچانا نہیں چاہتے پس وہ ساتھ رہ گیا اور قتل کیا گیا جس سے معلوم ہوا کہ صرف ایک بیٹا ابن الزبیر کا زبیر نامے اپنے باپ کے کام آیا اور باقی آٹھ بیٹوں نے باپ کا ساتھ چھوڑ دیا کیوں نہو آخر سب حضرت ابوبکر کے دختری اولاد سے تھے پھر کیوں نہ بیوفائی کرتے ۔

یہاں آپکو پہلے جناب امام حسینؑ کی دور اندیشی پر نظر کرنا چاہیے کہ کن مصالح سے آپ نے پہلے ہی قیام مکہ کو ترک کیا کیونکہ آپ جانتے تھے ۔ اگر بالفرض محال مثل ابن الزبیر قسم کے مکر و حیلہ بھی کام لیا جاوے اور حرمت خانہ کعبہ بھی برباد کی جاوے ۔ تو چونکہ ان صحابہ و تابعین میں کسیطرح کی دینداری نہیں ہے ۔ بلکہ تمامتر دنیادار و مکار و غدار ہیں لہذا کبھی راہ حق پر نہ آئینگے اور وہی کرینگے جسکی عادت اونہیں عہد خلفاء ثلثہ سے پڑ چکی ہے ۔ اسلیے جناب امام حسینؑ نے محض حفظ اسلام کے لئے قیام مکہ کو ترک کیا اور اوسکے حدود سے نکل گئے کہ کسیطرح یہ الزام نہ آسکے کہ امام حسینؑ کے بدولت حرمت خانہ کعبہ برباد گئی ۔

پس اس سے آپکو اچھی طرح معلوم ہوا کہ اصحاب اور اہلبیت طاہرین میں کیا فرق ہے ۔ اصحاب کی غرض محض دنیا ہی اگرچہ چندروزہ ہو اور نہایت ذلت سے حاصل ہو جیسا کہ ابن الزبیر کے حالات سے آپکو معلوم ہوا کہ ساری امور فسق و فجور کے ارتکاب پر بھی وہ محروم ہی رہا اور نہایت ذلت کی موت سے مارا گیا مگر چندروزہ سلطنت کے لئے سب گوارا کیا یہانتک کہ خانہ کعبہ کو بیحرمت کیا ۔ گرایا ۔ جلایا ۔ حجر اسود کو پارہ پارہ کرایا اور حدیث رسول پر مطلق ایمان نہ لایا کہ اس شخص پر نصف اہل عالم کا عذاب ہوگا ۔

بخلاف فرزند رسول کے کہ جناب امام حسینؑ نے حفاظت اسلام اور بقای دین کو جملہ اغراض نفسانی پر مقدم سمجھا اور نہایت جرأت و استقلال سے دنیا پر ایسا لات مارا کہ

ہزار درجہ کا مخالف بھی آپ پر یہ الزام نہیں دے سکتا کہ اپنی بغرض تحصیل دنیا یہ کام کیا دوسرا فرق آپکو یہ بھی معلوم ہوگا کہ صحابہ و اہلبیت میں کیا فرق ہے کیونکہ ابن الزبیر صحابی ہے اور اوسکی لشکر والے سب صحابی ہیں یا تابعی جب تک منافع دنیوی کی امید تھی ابن الزبیر کے ساتھ رہے۔ اور جب اسکا گمان غالب ہوا کہ ابن الزبیر اب مغلوب ہوگا دس ہزار صحابہ و تابعین نے ساتھ چھوڑ دیا یہانتک کہ خود ابن الزبیر کے آٹھ بیٹے باپ سے علیحدہ ہو گئے بخلاف جناب امام حسینؑ کے اگرچہ دنیادار صحابہ و تابعین نے پہلے ہی سے حضرت کی معیت نہ قبول کی مگر جن مومنین نے حضرت کی رفاقت قبول کی تھی وہ ایسے مومن کامل اور صادق الایمان تھے کہ جسپر ورتکے رفاقت اختیار کی تادم مرگ نہ علیحدہ ہوے اور وہ مصائب سہے جو دنیا میں آجتک کسی پر نہ پڑے ہونگے

جب امام حسینؑ کے اصحاب باوفا کی یہ وفاداری اور ہمت ہے تو آپکی اولاد یا اعزا اقربا کا کیا ذکر کہ آٹھ نو برس کے بچے۔ بلکہ شش ماہہ بچے نے بھی ترک رفاقت کو ایسا ننگ و عار سمجھا کہ مرے مگر ساتھ نہ چھوڑا۔

یہی فرق ہے صحابہ اور اہلبیتؑ میں کہ جب تک دنیا موافق ہے صحابہ ساتھ ہیں ادہر دنیا نے منھ موڑا ادہر یہ بھی علیحدہ ہوئے۔ خواہ وہ رسول اللہ کے ساتھ ہوں یا کسی صحابی کے ساتھ۔

آپکو غزوات رسول اللہ کا حال تو بخوبی معلوم ہے کہ جنگ بدر میں جب قافلہ ابوسفیان سامنے سے نکل گیا تو عمر ابوبکر صاحبان کی رائے ہوئی پہر چلنا چاہیئے کہ یہ قریش ہیں جو کبھی ذلیل نہیں ہوئے۔ حضرت کو حد درجہ ملال بھی ہوا مگر یہ لوگ اسی رای پر اڑے رہے۔ یہانتک کہ جناب امیرؑ اور حضرت حمزہ کی بدولت یہ جنگ ہوئی تو ان لوگونکی ہمت بڑہی اور جنگ احد میں شریک رہے۔ مگر طمع دنیا نے انکو مجبور کیا کہ قبل تکمیل فتح یہ لوگ بطمع مال غنیمت لوٹ پڑے اور اوس درہ کو خالی چھوڑا جسکی حفاظت پہ مامور تھے۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ لشکر کفار ادہر سے ٹوٹ پڑا اور مسلمانونکو شکست ہوئی حضرت حمزہ شہید ہوئے۔ اب صرف تنہا جناب امیرؑ ہیں جو ایک طرف رسول اللہ

کی حفاظت کرتے ہیں اور دوسری طرف حملہ کفار کو رد کرتے ہیں۔ اس شکست میں
دوسرے صحابہ کا جو فرار ہوا وہ تو بتاہی مگر حضرت ابوبکر اور عمر اور عثمان صاحب کا
فرار ایسے سنہرے حرفوں میں مرقوم ہو کہ قیامت تک بھول نہیں سکتا حضرت ابوبکر تو فخریہ
کہتے ہیں کہ فراریوں میں سب سے پہلے ہم بھاگ آئے اور عمر صاحب فرماتے ہیں میں بزکوہی
کی طرح پہاڑ پر اچھلتا تھا اور عثمان صاحب کا تو تین روز تک پتہ ہی نہ ملا کہ کہاں گئے
اس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ ہمراہیان ابن الزبیر نے جو فرار کیا تو انمیں وہ انہیں صحابہ
وخلفاء کے تعلیم یافتہ تھے نہیں بلکہ خاندانی اثر تھا کیونکہ ابن الزبیر کے آٹھ فرزند حضرت
ابوبکر کی اولاد دختری ہی تھے پھر انمیں وفا کہاں سے آتی جب ابوبکر صاحب نے خود رسول اللہ
کے ساتھ بیوفائی کی اور جنگ احد و حنین میں بادیہ پیمائی فرار ہوئے۔ اور ہمراہیان
جناب امام حسینؑ اپنے بزرگان دین جناب امیرؑ اور سائر اہلبیت طاہرین کے تعلیم یافتہ
تھے کہ جہاں جناب امیرؑ کل فتوحات کے فاتح ہیں۔ وہاں جنگ احد اور جنگ حنین
وطائف میں جب سب صحابہ نے فرار کیا ایک آپ ہی ثابت قدم تھے۔ اسی کا یہ اثر تھا کہ
رفقائے جناب امام حسینؑ نے اس درجہ کی رفاقت و ثبات قدم کو انجام دیا کہ یہ دونو لفظ
آجتک دنیا میں قائم ہیں ورنہ خلفائے ثلثہ اور صحابہ نے تو انکی مٹی ایسی پلید کی تھی
کہ ان لفظوں کا بھی وجود نہ رہتا۔

باوفا خود نبود در عالم   یا مگر ہیچ کس وفا ننمود

انتشار ابن الزبیر صحابہ و تابعین کی ترک رفاقت سے ابن الزبیر کی وہی حالت
ہوئی جو عام طور پر دنیا داروں اور صاحبان تدبیر کی ہوتی ہے کہ حواس پریشان
خیال پراگندہ نفس متردد۔ دل مضطرب چنانچہ تاریخ کامل میں ہے فدخل علی
امہ فقال یا اماہ قد خذلنی الناس حتی ولدی واھلی ولم یبق معی
الا الیسیر ومن لیس عندہ اکثر من صبر ساعة والقوم یعطوننی
ما اردت من الدنیا فما رایک فقالت انت اعلم بنفسک ان
کنت تعلم انک علی حق والیہ تدعو فامض لہ فقد قتل علیہ اصحا

ولا تمکن من رقبتك يتلعب بها غلمان بنی امیه الی آخره

صفحہ ۱۳۶ جلد ۴ تاریخ کامل

کہ ابن الزبیر اپنی ماں کے پاس گیا۔ اور کہا اے ماں مجھے لوگوں نے مخذول کر دیا (ساتھ چھوڑ دیا) یہانتک کہ خود میرے اہل اور اولاد نے۔ اور اب بہت تھوڑے لوگ رہ گئے ہیں جو ایک ساعت سے زیادہ صبر نہیں کرینگے اور قوم (لشکر حجاج و عبد الملک وغیرہ) ہمکو وہ دے رہی ہے جو ہم چاہتے ہیں دنیا سے تو اب تمہاری کیا رائے ہے۔ اسما مادر ابن الزبیر نے کہا تو اپنی نفس کے حال سے خوب واقف ہے اگر تو جانتا ہے کہ حق پر ہے اور حق کی طرف لوگوں کی دعوت کرتے تو اسکو گذر کہ اسی پر تیرے ساتھی مارے گئے اور اپنی گردن پر بنی امیہ کے لونڈوں کو نہ مسلط کر جو اوس سے ساتہ بازی کریں۔ اور اگر تو نے یہ کام دنیاداری کیلئے کیا ہے تو کیسا بُرا بندہ ہے تو کہ خود بھی ہلاک ہوا اور اونلوگوں کو بھی ہلاک کیا جو تیرے ساتہ قتل ہوے۔ اور اگر تو یہ کہے کہ ہم برسر حق تھے۔ مگر پھر اونکے ضعف سے ہم کمزور ہوگئے ... فعل احرار نہیں نہ اہل دین کا کام ہے۔ آخر اب تک دنیا میں رہیگا قتل ہونا نہایت عمدہ ہے

ابن الزبیر نے جواب دیا اے مادر ہمکو اسکا خوف ہے کہ اہل شام اگر ہمکو قتل کرینگے تو ... پر چڑہا ئینگے اور ہاتہہ پیر کاٹ ڈالیں گے مادر ابن الزبیر نے کہا اے بیٹا بکری کو کہال چھڑانے سے نہیں تکلیف ہوتی (یعنے جب مرگئے تو پھر اسکا کیا خیال ہے) تو اپنی بصیرت پر چل اور خدا سے طالب اعانت ہو۔ ابن الزبیر نے ماں کا سر چوما اور کہا یہی میری بھی رائے ہے صفحہ ۱۳۶ تاریخ کامل جلد ۴

اس عبارت سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ ابن الزبیر کو کس درجہ کا خوف اور انتشار ہے کہ جاکر اپنی بڑہیا ماں سے مشورہ کر رہا ہے جو بتقاضائے فطرت مجبور ہے کہ ایسی رای دے کہ بیٹا قتل سے محفوظ رہے اور صلح ہو جائے۔

مگر آپ تمامی واقعات کربلا میں کہیں ایک جملہ بھی ایسا نہ پائینگے کہ جناب امام حسین

کو کسیطرح کا خوف یا انتشار پیدا ہو جسکی تصدیق اس عبارت تاریخ کامل سے بھی ظاہر
حمل الناس علیہ عن یمینہ و شمالہ فحمل علی الذین عن یمینہ فتفرقوا
ثم حمل علی الذین من یسارہ فما روی مکسورقط قد قتل ولدہ واھلبیتہ
واصحابہ اربط جاشا منہ ولا امضی جنانا ولا اجرء مقدما منہ
انکانت الرجال تنکشف عن یمینہ و شمالہ انکشاف المعزی اذا
شد فیہ الذئب ص ۳۲ جلد ۴

یعنی جناب امام حسینؑ پر ہر طرف سے لوگوں نے حملہ کیا جانب یمین و شمال سے پس
حضرت نے پہلے حملہ کیا جانب یمین پر۔ اور سبکو بہگا دیا پہر حملہ کیا جانب شمال اور
بہگا دیا نہیں دیکھا گیا کوئی شخص جو ایسا شکستہ خاطر ہو کہ اوسکی اولاد اور
اہلبیت اور اصحاب سب قتل کئے گئے ہوں اور پہر وہ ایسا قوی دل ہو اور
اپنے ارادہ پر ثابت قدم ہو اور ایسا جری ہو کہ اسطرح حملہ کرے کہ سوار و پیادہ
اوسکے سامنے سے اسطرح فرار کرے کہ جیسے بہیڑیے سے دنبیاں بہاگتی ہوں۔
اور پہلے اس سے آپ دیکہہ چکے ہیں کہ عقبہ بن سمعان نے بیان کیا کبہی حضرت نے
اسکا اقرار کیا کہ ہم یزید کے ہاتہہ میں ہاتہہ دینگے نہ اسکا اقرار کیا کہ ہمکو کسی سرحد کی طرف
بہیجدو۔ لیکن آپنے اسیقدر فرمایا ہماری راہ چھوڑ دو کہ ہم اپنے وطن چلے جائیں یا
کسیطرف چلے جائیں نکل جائیں جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ حضرت امام حسینؑ کس اطمینان
اور استقلال سے جنگ فرماتے تھے کہ نہ کسیطرح کا اضطراب ہے نہ انتشار نہ تردد
نہ خوف بلکہ جو حکم خدا و رسول ہے اوسپر اسطرح ثابت قدم ہیں کہ ذرہ برابر بھی
تزلزل نہیں بخلاف ابن الزبیر کہ جب ابواب حیلہ اوسکے مسدود ہو گئے تو وہ
چاہتا ہے کہ کسیطرح اپنی جان بچالے۔ مگر اوسکی ماں اسما غیرت دلا رہی ہے
کہ یہ کس قسم کی بیحیائی ہے کہ اب اپنی جان بچاتا ہے۔
ہاں یہ بھی قابل غور ہے کہ خود ابن الزبیر بیان کرتے ہیں ہمارے مخالف
ہماری دنیوی خواہش کے پورا کرنے پر طیار ہیں کہ جو شرایط صلح ہم پیش کریں

وہ منظور کر لینگے۔ مگر امام حسینؑ کی اتنی بات بھی کسی نے نہ مانی کہ مجھکو گھر جانے دو وہ
حالانکہ اگر یہ منظور کر لیتے اور حضرت کسیطرح اپنے وطن تشریف لیجاتے تو بھی انکے
قبضہ سے باہر نہوتے کیونکہ مدینہ پر بھی یزید ہی کا تسلط تھا جسکے مجبوری نکلے تھے۔ پس بجز
اسکے کہ کچھ دنوں کی شاید مہلت ملتی اور کوئی نتیجہ نہوتا مگر ان صحابہ اور تابعین نے اتنا بھی
نہ گوارا کیا کہ جناب امام حسینؑ کو چند روز کی بھی مہلت دیں۔

اس سے بھی آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اوس زمانہ کے صحابہ و تابعین کے دلمیں کسدرجہ محبت اہلبیت
طاہرین تھی کہ چند روزہ مہلت پر بھی کوئی نہ راضی ہوا۔ اور برخلاف اسکے ابن الزبیر
کے لئے یہ سامان کیا گیا کہ چاندی کا طوق و زنجیر بنا کر بھیجا گیا کہ یزید کی قسم اوتارنے کو وہ
اس اعزازی قید کو قبول کرے۔ کئی سال تک لڑائی ملتوی رہی۔ حجاج ایسا ظالم بھی
اوسکی ہر طرح خاطر مدارات کرنے پر طیار ہے کہ ابوبکر کا نواسا زبیر کا بیٹا قتل ہونے سے بچ جائے
مگر فرزند رسولؐ فرزند علیؑ فرزند فاطمہ زہرا صلوات اللہ وسلامہ علیہم کو اتنی مہلت
نہ دی گئی کہ دو روز کیلئے بھی زندہ رہ سکے

باقی باقی

سینٹ پال اور سینٹ عمر

اگر غور فرمائے تو یہ دونوں سینٹ قریب ہم پلہ اور ایکہی پالیسی کے آدمی تھے
اور جیسی کامیابی ان دونوں سینٹونکو اپنے ارادونمیں اونکی دوراندیشیوں اور
قابل قدر پالسی سے ہوئی اوسکی نظیر دنیا کی تاریخ میں بجز ان دونوں سینٹونکی کہ
خود ہی ایک دوسرے کی نظیر ہیں تیسری نہیں مل سکتی جسوقت حضرت عیسیٰ آسمان
پر تشریف لیگئے اوسوقت اونکی امت میں کل ۱۲۰ آدمی تھے کہ اونمیں سے بھی گرفتاری کے
وقت بجز شمعون صفا کے اور کسی نے ساتھ نہ دیا بلکہ اوسی شب کو قبل اسکے کہ مرغ
بانگ دے جیساکہ حضرت عیسیٰ فرما چکے تھے شمعون نے بھی حضرت عیسیٰ کے ساتھ شناسائی
ہونے میں تقیہ کیا اور کہا کہ ہم تو اس شخص کو جانتے ہی نہیں۔ اور حضرت عیسیٰ فرمایا
کرتے تھے کہ ہلاکت کا دروازہ وسیع ہے اوسمیں لوگ بکثرت داخل ہوتے ہیں۔

اسلام حق کا دروازہ تنگ گو مستقیم ہے اوسمیں تھوڑے لوگ داخل ہوتے ہیں لیکن
اسوقت دیکھئے تو دنیا میں جتنے مذاہب ہیں سب سے زیادہ تعداد نصاریٰ کی ہے اور وہ
سب کے سب صرف سینٹ پال کے پیرو ہیں اور اوسی سینٹ نے جس دین کی
تعلیم کی اوسیکو برحق جانتے ہیں اور درحقیقت اسوقت دنیا میں جو مذہب عیسائی مذہب
مذہب کہلاتا ہے صرف سینٹ پال کا مذہب ہے اور اوسی سینٹ کی کوششوں سے رائج ہوا ہے
اور آج عالمگیر ہو رہا ہے دیگر حواریوں جنکو خود حضرت عیسیٰ اپنا جانشین مقرر کر گئے تھے
وہ بیچارے تو سینٹ پال کے مقابلہ میں دیکر رہ گئے سینٹ پال ہی کی بدولت آج عیسائیوں کا
ڈنکا ہے۔ علی ہذا اسوقت خاتم المرسلین محمد مصطفےٰ نے وفات فرمائی تو گو اوسوقت آپکی
امت میں لاکھوں آدمی داخل ہو چکے تھے لیکن آپنے بھی فرمایا تھا کہ عنقریب ہماری
امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائیگی جنمیں سے بجز ایک کے ناری ہونگے چنانچہ ہنوز
حضرت زندہ تھے مگر بستر بیماری پر پڑے تھے کہ افتراق شروع ہو گیا حضرت تو
تمسک ثقلین کا حکم فرماتے ہیں اودھر سے نعرہ حسبنا کتاب اللہ بلند ہوتا ہے اور وفات
فرمانے کے ساتھ تو یہ نوبت پہونچ گئی کہ جسطرح بوقت گرفتاری حضرت عیسیٰ کے ساتھ
بجز شمعون صفا کے کوئی نہ تھا یہاں بھی بجز حضرت علیؑ اور حضرت عباس و
حسنینؑ کے کہ جو محض کم سن تھے کوئی ایسا نہ تھا کہ ان حضرات کی اپنے رسول کی تجہیز
وتکفین میں اعانت کرتا لیکن اسوقت دیکھئے تو بعد مذہب نصاریٰ کے جتنے مذاہب
ہیں سب سے زیادہ تعداد مدعیان اسلام کی ہے جنمیں بجز ایک فرقہ کے جسکی تعداد نہایت
ہی قلیل بلکہ اقل ہے کل سینٹ عمر ہی کے پیرو اور انہیں کا دم بھرنے والے ہیں اور
اوسی سینٹ نے جس دین کی تعلیم کی اوسیکو برحق جانتے ہیں اور درحقیقت اسوقت
دنیا میں جو گروہ سواد اعظم اسلام ہونیکا دعویٰ رکھتا ہے اوسکا مذہب سینٹ عمر
ہی کا مذہب ہے اور اوسی سینٹ کی کوششوں سے رائج ہو کر آج عالمگیر ہو رہا ہے
جسطرح حضرت عیسیٰ کے مقرر کئے ہوئے جانشین معطل رہگئے اور سینٹ پال
کو غلبہ ہو گیا۔ اوسیطرح رسولخدا محمد مصطفےٰ کے مقرر کئے ہوئے جانشین بھی

مجبور وہ گئے اور سینٹ عمر کو غلبہ ہو گیا۔ یہاں ہمکو اسکی بحث نہیں ہے کہ آیا حضرت
عیسی کے اس قول کا کہ ہلاکت کا دروازہ وسیع ہے اوسمیں لوگ بکثرت داخل ہوتے
ہیں اور سلامتی کا دروازہ تنگ ہے اوسمیں تھوڑے داخل ہونگے یا جناب محمد مصطفے کے
اس قول کا کہ میری بہتر فرقے ہونگے صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا بقیہ کل ناری ہونگے کون مصداق ہے
ہمکو یہاں صرف انہیں بہادر سینٹوں کی پالیسی اور راہ میں اونکی کامیابی دکھانا
مقصود ہے۔ سینٹ پال کا حسب و نسب ابتک بالتحقیق کسیکو معلوم نہ ہوا۔
کبھی تو وہ اپنے کو بنی اسرائیل قبیلہ بنی یامن (بنی یامین برادران حضرت یوسف سے تھے)
سے بتاتے تھے اور قوم یہود سے ہونیکا دعوی کرتے تھے کبھی اپنے کو یونانی اور کبھی رومی
کہتے تھے۔ سینٹ عمر کے نسب میں بھی جو شکوک ہیں سبکو معلوم ہے۔ سینٹ عمر کے پیشہ
دلالی کا حال ناظرین کو معلوم ہے۔ سینٹ پال کا پیشہ بھی خیمہ بنانا تھا قبل مذہب
عیسائی میں درآنیکے سینٹ پال بیچارے عیسائیوں کو سخت ایذائیں دیتے اور ستاتے پھرتے تھے
لیکن جیسا کہ قاعدہ ہے کہ جسقدر مظلوم پر ظلم زیادہ ہوتا ہے اوسیقدر اوسکی حقیت زیادہ
ثابت ہوتی ہے اور اوسکے ساتھ حق پسند طبایع کی ہمدردی بڑھتی جاتی ہے ویسا ہی جسقدر
بیچارے عیسائی ستائے جاتے تھے اوسیقدر اونکو ترقی ہوتی جاتی تھی بالآخر سینٹ پال
جب سردار کاہنان سے فرمان حاصل کرکے بیچارے عیسائیوں کو گرفتار کرنیکے لئے دمشق کیطرف
روانہ ہوئے تو دمشق پہونچکر کچھ دوسرا ہی رنگ بدلا یعنی دشمنی کے ظاہری پیرایہ کو چھوڑکر
یہہ ظاہر کیا کہ حواریوں تو صرف بنی اسرائیل کی ہدایت کے لئے ہیں بلکہ خود حضرت
عیسی بھی صرف بنی اسرائیل کے لئے مبعوث ہوئے تھے ہم پر راستہ میں ایک نور ظاہر ہوا
اور اوسنے ہمکو عام طور پر ہر قوم کی ہدایت کے لئے اپنا رسول مقرر کیا ہے بیچارے
حواریوں تو یہودیونکے خوف سے بھاگے بھاگے پھرتے تھے اور چھپ چھپ کر اشاعت
دین کی کوشش کرتے تھے مگر سینٹ پال اپنے رسالت کا اعلان دینے کے
بعد نہایت دلیری سے برسر عام پکارکر وعظ کرنے لگے کہ مسیح تو ابن خدا تھا حضرت عیسی
تو خود شریعت موسوی پر عمل کرنیکی سخت تاکید فرماتے تھے مگر سینٹ پال نے ایک ہی

شریعت کو اوٹھا اسکو آناو کر دیا اور کہدیا کہ جب شریعت تھی تب گناہ تھا۔ جب
شریعت نہیں تو گناہ نہیں۔ اسیطرح سینٹ عمر بھی قبل اسلام میں دو آنیکے بیچارے
مسلمانوں پر دوست ظلم و راز کرتے تھے بلکہ خود رسول خدا ہی کا کام تمام کر دینے
پر ہمہ وقت کمربستہ رہتے تھے مگر فضل خدا سے اسلام روز بروز ترقی کرتا جاتا تھا حتی کہ
حضرت امیر حمزہ ایسا جرار شخص بھی جنکی ہیبت سے تمام کفار قریش لرزتے تھے داخل
اسلام ہو گیا بالآخر سینٹ عمر نے بھی وہی پالیسی اختیار کی جو سینٹ پال کی تھی
چنانچہ ابن حجر صواعق محرقہ میں لکھتا ہے کہ جب سینٹ عمر بارادہ قتل خیر البشر مغضب فرستا
اپنے ماموں ابو جہل و دیگر کفار قریش کے بطمع صد اشتر و ہزار مثقال طلا دروازہ
اطہر پر تشریف لائے اوسوقت حضرت حمزہ اور طلحہ اور بہت سے لوگ دروازہ پر موجود
تھے جناب رسالتمآب بھی اندر تشریف لائے اور قمیص عمر کو پکڑ کر اور حمایل سیف پر
ہاتھ ڈالکر فرمایا ما انت بمنتہ یا عمر حتی ینزل اللہ بک الخزی والنکال
ما انزل بالولید بن المغیرہ یعنی تو باز نہ رہیگا اے عمر جبتک کہ نازل کرے اللہ
خواری و رسوائی اور عذاب سے وہ چیز جو نازل ہوئی ولید بن مغیرہ کے بارہ
میں۔ اور صاحب روضۃ الاحباب لکھتے ہیں کہ عمر چون از حضرت این سخن شنید
از ہیبت بند در بندش بلرزید و شمشیر از دست وے افتادہ (سبحان اللہ کیا رعب
رسالت ہے) وسر و پیش آنگند بیا من رسول اللہ وگفت اشہد ان لا
الہ الا اللہ وانک رسول اللہ۔ اگرچہ ولید بن مغیرہ کے حقمیں جو نازل ہوا
تھا اس مقام پر خارج از بحث ہے لیکن چونکہ ہم اوپر سینٹ پال کے حسب و نسب کا
ذکر کر چکے ہیں اور ولید بن مغیرہ کے حقمیں جو کچھ نازل ہوا تھا اوسکو سینٹ عمر سے اس
بات میں مناسبت پائی جاتی ہے ورنہ رسولخدا اوس سے کیوں سینٹ عمر کو ڈراتے
لہذا اوسکا بھی اس مقام پر ذکر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ واضح ہو کہ خداوند
حکیم اپنے رسول کریم سے سورۂ نون والقلم (رغ) میں فرماتا ہے۔ فَلَا تُطِعِ
الْمُكَذِّبِينَ ۝ وَدُّوا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُونَ ۝ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ

مَّهِينٍ ۝ هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ ۝ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ ۝ عُتُلٍّ بَعْدَ
ذَٰلِكَ زَنِيمٍ ۝ أَن كَانَ ذَا مَالٍ وَبَنِينَ ۝ إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا قَالَ
أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۝ سَنَسِمُهُ عَلَى الْخُرْطُومِ ۝ ملا حسین واعظ و دیگر
مفسرین ان آیات کی تفسیر میں لکھتے ہیں فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِينَ پس فرمان
مبر تکذیب کنندگان را وَدُّوا لَوْ تُدْهِنُ دوست میدارند کہ تو نرمی کنی فَيُدْهِنُونَ
پس ایشان نرمی کنند وَلَا تُطِعْ و فرمانبرداری منمای كُلَّ حَلَّافٍ ہر سوگند خورندہ
دروغ راکہ واضح و اشہر ولید مغیرہ است کہ سوگند بہ دروغ بسیار خوردی مَّهِينٍ
سست رای یا خوار و بیمقدار هَمَّازٍ عیب کنندہ در عقب مردم یا طعنہ زنندہ در روی
ایشان مَّشَّاءٍ روندہ بِنَمِيمٍ بسخن چینی میان مردان یا غمزہ کنندہ مَّنَّاعٍ باز
دارندہ لِّلْخَيْرِ مر خیر را یا منع کنندہ از ایمان و احسان مُعْتَدٍ ستم کنندہ و از حد
درگذرندہ أَثِيمٍ بسیار گناہ یا زنا کار عُتُلٍّ سخت روی و درشت خوی بَعْدَ ذَٰلِكَ
پس ازین ہمہ عیبہا زَنِيمٍ حرامزادہ کہ پدر او معلوم نباشد آوردہ اند کہ ولید مغیرہ
ہجدہ سالہ بود کہ مغیرہ دعوی کرد کہ من پدر اویم و او بخود گرفت۔ و در تفسیر زاہدی
مذکور است کہ چون رسول این آیت را در انجمن قریش بر ولید خواند در ہر عیبی کہ رسید
در خود باز یافت مگر حرامزادگی با خود گفت من سید قریشم و پدر من مردی معروف
است و میدانم کہ محمد دروغ نگوید چگونہ این تہمت را بر سر آرم شمشیر کشیدہ نزد مادر آمد
القصہ بہ تہدید بسیار از مادر اقرار گرفت کہ پدر تو در قصد زنان جراتی نداشت و
او را برادرزادگان بودند چشم بر میراث وی نہادہ مرا رشک آمد غلام فلان را
بمزد گرفتم و تو فرزند اویی و دلیل روشن بر صدق قول آن زن شدہ خصومت ولید
است و ستیزہ او با آنحضرت بشعر جرم و گناہ مدعی از فعل مادر است ہر کور اخطای
مادر او خاکسار کرد أَن كَانَ آیا برای آنکہ ہست و حفص بر یک ہمزہ خواند بطریق
خبر یعنی بجہت آنکہ او است ذَا مَالٍ خداوند مال وَبَنِينَ و خداوند پسران چنین
کسی را فرمان مبری إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ چون خواندہ شود بر او آيَاتُنَا آیات ہمای کلام

قَالَ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ گوید اینہا افسانہ پیشینان است مستکبر شدہ زود باشد کہ علامت کنیم بداغ عَلَى الْخُرْطُومِ بر بینی او یا سیاہ رو سازیم او را با عیب او و اشتہار سازیم کہ نتواند پوشانید و در انوار آوردہ کہ در روز بدر بر بینی او سا زخمی رسید و اثر آن باقی ماند۔ اسی مضمون کو صاحب مدارک فاضل نسفی نے کہ علماء اہلسنت سے ہیں اور زمخشری نے تفسیر کشاف میں بھی لکھا ہے بخیال طوالت سبکی عبارت نہیں نقل کی گئی اور صاحب کشاف نے یہہ بھی لکھا ہے کہ حق تعالیٰ نے اوسکی جفا یعنی تند مزاجی اور حرامزادگی کو بدترین معائب قرار دیا ہے اسلئے کہ جب اوسنے جفا اور زشت خوئی اختیار کی تو اوسکے قلب میں قساوت آجاتی ہے اور جرأت کرتا ہے ہر معصیت پر اور اسلئے کہ نطفہ جب خبیث ہوتا ہے تو خبیث ہو جاتا ہے وہ شخص جو اوس سے پیدا ہوا اور اسیوجہ سے پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ نہ جائیگا جنت میں فرزند زنا اور نہ فرزند اوسکا اور نہ فرزند فرزند اوسکا یعنی تین پشت تک اور بموجب توریت تو حرامزادہ دس پشت تک عبادتگاہ میں بھی داخل ہونیسے ممنوع ہے (موسیٰ کی پانچویں کتاب استثنا باب ۲۳ ورس ۲) سینٹ عمر کی تند مزاجی تو مشہور زمانہ ہے کہ دُرّہ ہر وقت اونکے ہاتھ میں رہتا تھا بلکہ جب سینٹ ابوبکر نے اونکو خلیفہ کرنا چاہا تو اونکے اصحاب نے یہی عذر کیا تھا کہ وہ بہت تند مزاج ہیں اور رسولخدا نے ابوبکرؓ سے فرمایا تھا کہ تو زندہ رہا تو عنقریب دیکھیگا اونلوگونکو جنکے ہاتھ میں دُرّہ ہوگا وہ لوگ منظور و مقہور ہیں (تحفۃ الاحباء صفحہ ۲۴۳) بہرکیف یہہ جملہ معترضہ تھا اب ہم اپنے کلام سابق کے جانب رجوع کرتے ہیں یعنی جسطرح سینٹ پال مذہب عیسائی میں در آنیکے بعد بیباکی سے یہودیونکے درمیان پھرتے تھے اور وعظ کرتے تھے اوسطرح سینٹ عمر بھی بیباکی سے کفار قریش میں پھرتے تھے اور اگرچہ کفار قریش دیگر مسلمانان کو اوسطرح ستایا کرتے تھے کہ سینٹ ابوبکر کے سر کے ساتھ ابی معیط ملعون نے وہ بے ادبی کی کہ ناگفتہ بہ ہے مگر سینٹ عمر سے کوئی متعرض نہ ہوتا تھا بلکہ ابوجہل نے اپنی قوم کو عام نوٹس دے رکھی تھی کہ کوئی شخص اوسکے بھانجے سینٹ عمر سے متعرض نہ ہو۔ یہہ بھی عجیب بات ہے کہ رسولخدا کو بھی اوس سے پدری قرابت تھی اونکو قتل کے درپے تھا صرف بوجہ عداوت اسلام اور سینٹ عمر کو جو

بہانچہ تھے باوجود داخل اسلام ہونیکے ایمان دے رکھی تھی داسکی کیا وجہ ہو سکتی ہو ناظرین
خود فیصلہ کر لینگے) جسطرح سینٹ پال نے عیسائیوں کو شریعت سے آزاد کر دیا اگر حقیقتاً
دیکھیے تو سینٹ عمر نے بھی وہی کیا کیونکہ جناب رسولخدا نے تمسک ثقلین کا حکم دیا تھا لیکن
اونمیں سے ایک کو تو پہلے ہی غائب کر دیا اور فرما دیا کہ حسبنا کتاب اللہ اور کتاب اللہ
کی جو حالت ہوئی اظہر من الشمس ہے یعنی کتاب اللہ کو حدیثوں سے منسوخ کیا اور اسکے
بعد حدیثوں کے بیان کرنیکی بھی ممانعت فرمائی پس اسکا بھی ماحصل وہی ہوا جو سینٹ
پال کے وعظ کا تھا اور جو لوگ اہل حقیقت ہونیکا دعوی رکھتے ہیں اونکا مسلک تو تمامتر
سینٹ پال کا مسلک ہے کیونکہ جیسا کہ سینٹ پال کہتے تھے کہ جبتک شریعت تھی تبتک گناہ
تھا جب شریعت نہیں تو گناہ نہیں یہی اصول درمیان حقیقت کا ہے کہ تابع طریقت کے لوگ گناہ
سے اہل حقیقت تابع طریقت نہیں ہیں اسلیے جو چاہیں کریں گناہ نہیں ہے۔ یہ مسئلہ بھی کہ اگر کوئی
شخص اپنے محرمات ابدی سے بغیر نکاح ہم بستر ہو تو اسپر حد لازم نہیں آتی ہے اسی اصول پر
مبنی ہے سینٹ پال اور سینٹ عمر دونوں کو مالی صیغہ سے زیادہ دلچسپی رہتی تھی چنانچہ صاحب
ازالۃ الخفا سینٹ عمر کے بارہ میں لکھتے ہیں۔ عن الحاکم عن موسی بن علی بن
رباح اللخمی عن ابیہ ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ خطب الناس
فقال من اراد ان یسأل عن القرآن فلیأت ابی بن کعب ومن اراد
ان یسأل عن الحرام والحلال فلیأت معاذ بن جبل ومن اراد
ان یسأل عن المال فلیأتنی فان اللہ تعالی جعلنی خازنا یعنی روایت
ہے حاکم سے کہ اوسنے روایت کی ہے موسیٰ بن علی سے اور اوسنے رباح لخمی سے اور راوی نے اپنے
باپ سے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا ایہا الناس جو چاہے سوال کرنا قرآن سے پس وہ جائے
ابن ابی کعب کے پاس اور جو چاہے سوال کرنا حرام و حلال سے پس وہ جائے معاذ بن جبل
کے پاس اور جو چاہے سوال کرنا مال سے پس وہ میرے پاس آئے کہ مجھکو خدا نے خزانچی
کر دیا ہے یعنی دینیات کے امور کو تو دوسروں کے حوالہ کرتے تھے لیکن مالی صیغہ پر خاص
اپنی توجہ مبذول رکھتے تھے سینٹ عمر کے حالات سے اہل اسلام بخوبی واقف ہیں اسلیے ہم ناظرین

کا وقت زیادہ ضایع کرنا نہیں چاہتے ہیں اور سینٹ پال کا حال بھی بالتفصیل لکھا
جاوے تو ایک مجلد کتاب ہو جائیگی اسلئے بنظر اختصار ہم خود سینٹ پال کے ایک خط کا جو کارنتھ
والونکو لکھا تھا بلا کم و کاست ترجمہ کر کے ہدیہ ناظرین کرتے ہیں اوسی سے ناظرین وزن کر لینگے
کہ سینٹ پال بھی کس پالسی کے آدمی تھے۔ رسالہ کارنتھیں باب ۹

(۱) کیا میں ایک رسول نہیں ہوں۔ کیا میں آزاد نہیں ہوں۔ کیا میں نے عیسیٰ مسیح کو
جو ہملوگ کا خداوند تھا نہیں دیکھا ہے۔ کیا تملوگ ہماری ریاضت خداوند کے نام
پر نہیں ہو (۲) اگر میں دوسرونکے لئے رسول نہیں ہوں تاہم تمہارے لئے تو بیشک ہوں
کیونکہ تمہیں ہماری رسالت کی مہر ہو خداوند کے نام پر (۳) جو لوگ مجھکو جانچتے ہیں اونسے
میرا جواب یہہ ہے (۴) کیا ہملوگونکو اختیار کہانے پینے کا نہیں ہے (۵) کیا ہملوگونکو اختیار
بہن اور زوجہ کو لے پہرنیکا ویسا ہی نہیں ہے جیسا کہ دیگر رسولونکو اور جیسا کہ خداوند
کے دیگر برادران و صفا کو (۶) یا صرف ہمیں اور برنباہ کو اختیار اعمال سے درگذر کرنیکا
نہیں ہے (۷) کون شخص کسی جنگ کے مہم پر کبھی اپنے خرچ سے جاتا ہے۔ کون انگورستان
لگاتا ہے اور اوسکا پہل نہیں کہاتا ہے یا کون گلہ کو چراتا ہے اور گلہ کا دودہ نوش
نہیں کرتا ہے (۸) کیا یہہ باتیں میں مثل ایک آدمی کی کہتا ہوں یا یہی بات شریعت
بھی نہیں کہتی ہے (۹) کیونکہ موسیٰ کی شریعت میں لکھا ہے تجھکو نہیں چاہئے کہ جو بیل
دوری کرتا ہے اوسکے منہ میں جابی لگائے۔ کیا خدا کو بیلونکی فکر پڑی ہے (۱۰)
یا یہہ سب وہ ہمیں لوگونکے لئے فرماتا ہے۔ لاریب ہمیں لوگونکے لئے یہہ لکھا ہے کہ جو
جوتتا ہے چاہئے کہ امید لگا کر جوتے اور جو امید لگا کر مالش کرتا ہے چاہئے کہ وہ اپنی امید
کا حصہ لینے والا ہو (۱۱) اگر ہملوگوں نے روحانی چیزونکو تملوگوں میں بویا ہے تو کیا
یہہ بڑی بات ہے اگر ہملوگ تمہاری جسمانی چیزونسے درو کرین (یعنی اگر تمہارے مال
میں سے لیں) (۱۲) اگر دوسرے اس اختیار میں تمہارے اوپر شریک ہیں تو کیا ہملوگ
اونسے بہتر نہیں ہیں (واضح رہے کہ حضرت عیسیٰ نے فرمایا تھا کہ ہوشیار رہو اون
جہوٹے رسولونسے جو گرگ ہیں مگر بہیڑی کے لباس میں تم داخل ہونگے اور تم

اونکو اونکے پہل سے پہچانوگے ۔ جب سینٹ پال نے وعظ کرکے لوگو نسے مال وصول کرنا شروع کیا تو حضرت عیسٰی کے بعض حواریوں نے لوگونکو حضرت عیسٰی کا قول مذکورالصدر یاد دلاکر متنبہ کیا اوسکے جواب میں سینٹ پال نے یہہ نامہ لکھا تھا ۔ یہہ خط بہت طولانی ہے صرف چند فقرات جو اس مقام کے لئے مناسب ہیں درج کئے جاتے ہیں) (۲۰) اور یہودیوں میں میں یہودی بناکہ یہودیونکو ملالوں ۔ اونلوگوں میں جو تابع شریعت ہیں میں تابع شرع بناکہ اونلوگونکو تابع شریعت میں ملالوں ۔ اونلوگونمیں جو بلاشریعت ہیں میں غیر شرع والا بنا (خدا کے لئے غیر شرع والا نہیں بلکہ مسیح کے لئے تابع شرع) تاکہ اونلوگونکو جو بلاشرع ہیں ملالوں (۲۲) کمزوروںمیں میں کمزور بنا تاکہ اونلوگونکو جو کمزور ہیں ملالوں سب لوگونمیں میں سب کچھ بن جاتا ہوں کہ ہر طرح کچھ لوگونکو بچالوں (یعنی ہر رنگ میں مل جاتا ہوں پانی کی طرح)

لیکن سینٹ پال نے حضرت عیسٰی کے حواریوں سے بجبر بیعت لینے کی کوشش نہیں کی نہ اونکے گلے میں رسّی باندہکر گہر سے باہر گہسیٹتے ہوئے لائے جیسا کہ سینٹ عمر نے حضرت علی کیساتھ کیا اور نہ جسطرح سینٹ عمر آگ اور لکڑی لیکر جناب فاطمۃ زہرا مریم کبریٰ کا گہر جلانے گئے اوسطرح کی کوئی کارروائی سینٹ پال نے حضرت مریم مادر عیسٰی کے ساتھ کی ۔ اور نہ جسطرح مریم کبریٰ اپنے حق باغ فدک سے محروم کی گئیں ۔ اوسطرح حضرت مریم مادر حضرت عیسٰی کا حق چہینا گیا کیونکہ سینٹ پال کو ویسی حکومت ہی نہ ملی جیسی کہ سینٹ عمر کو ہاتھ آئی حضرت عیسٰی گو خاندان حضرت داؤد و حضرت سلیمان سے تھے جنکی سلطنت از غرب تا بہ شرق تھی لیکن صدہا برس قبل حضرت عیسٰی کے بنی اسرائیل کے ہاتھ سے سلطنت جاچکی تھی اب یہہ لوگ ہیرود بادشاہ کی جو سلطنت روم کا ایک صوبہ تہا رعیت تھی اور اوسیکے رعیت رہکر صرف مثل واعظین کے اپنے دین کی اشاعت کرتے تھے جیسا کہ اس زمانہ میں مختلف مذاہب کے لوگ ہندوستان میں برٹش گورنمنٹ کی رعیت رہکر اپنے اپنے دین کی اشاعت کرتے ہیں چنانچہ ایکمرتبہ ایک شخص نے حضرت سے پوچھا کہ ہملوگ قیصر کو خراج دیں یا نہیں ۔ آپنے اوس سے پوچھا کہ خراج میں کیا چیز دیتے ہو اوسنے ایک سکہ نکالکر دکہایا حضرت عیسٰی نے پوچھا کہ اسپر کسکی تصویر ہے اوس شخص نے کہا کہ قیصر کی

آپنے فرمایا کہ جو قیصر کو دے اور جو خدا کا ہے وہ خدا کو دے۔ برعکس اسکے عرب میں کبھی کوئی غیر بادشاہ نہوا عرب کی حکومت ہمیشہ سے ہمارے ہی نبی کی خاندان میں چلی آئی اور حضرت ابوطالب کے وقت تک یہی سلسلہ برابر جاری رہا اس اعتبار سے اگر اسلامی سلطنت نہبھی قایم ہوتی تو بھی یہہ حکومت اسی خاندان میں رہتی اور حضرت علیؑ اپنے وقت میں اسکے مستحق ہوتے۔ عہد طفولیت سے لیکر بعثت کے دسویں برس تک جناب رسولخدا برابر حمایت وکفالت میں اپنے عم نامدار حضرت ابوطالب پدر علیؑ مرتضی ہی کے تھے اسلئے کسی کی مجال نہتھی کہ حضرت ابوطالبؑ کے رہتے کوئی شخص جناب رسولخدا کو ستائے چنانچہ اس باب میں حضرت ابوطالبؑ کے چند اشعار کا ترجمہ مدارج النبوت میں اسطرح درج ہے۔ خدا کی قسم تیری طرف یہہ لوگ اوٹھا کر دیکھ نہیں سکتے جبتک میں خاک میں دفن نہو جاؤں تو اپنے کام کو آشکار کر اور کچھ اندیشہ نکر اور خوش رہ ٹھنڈی رہیں آنکھیں تیری اوس سے۔ لیکن بعد وفات حضرت ابوطالبؑ کفار قریش رسولخدا کو ستانے پر دلیر ہو گئے اور طرح طرح کی ایذائیں دینے لگے نہ سینٹ ابوبکر سے کچھ بن پڑتی تھی نہ سینٹ عثمان غنی سے اور نہ سینٹ عمر (جنکے نسبت کہا جاتا ہے کہ انہیں کے مسلمان ہونے کے بعد علانیہ نماز خانہ کعبہ میں باجماعت ہونے لگی) کوئی حمایت رسولخدا کی کرتے تھے حالانکہ خود آزادی سے کفار قریش میں شمشیر حمایل کئے ہوئے علانیہ پھرتے تھے اور ابوجہل نے انکو امان دے رکھی تھی اور سینٹ ابوبکر بھی ایک کافر عتبہ کی پناہ میں تھے لیکن رسول خدا کو پناہ دینے والا بجز ذات جناب باری کے کوئی نہ تھا بالآخر یہاں تک نوبت پہونچی کہ آنحضرت مکہ سے باہر نکلکر کبھی قبیلہ بکر بن وائل میں کبھی قبیلہ قحطان میں کبھی طایف اور بنی ثقیف میں کبھی بطن نخلہ میں تشریف لیگئے مگر جہاں گئے وہاں یہی زبان مبارک پر جاری تھا کہ قولوا لا الہ الا اللہ جسکے سننے کی کفار تاب نہ لاتے تھے اور ہر مقام پر حضرت کو ایذا پہونچاتے تھے بالآخر حضرت کو مدینہ منورہ کے جانب ہجرت کرنی پڑی اور درحالیکہ کفار قریش میں عمرو بن عبدود سا پہلوان موجود تھا جسکی ہیبت سے سینٹ عمر جنگ خندق میں لرزاں تھے اور جسکی مبحسرائی کرکے فوج اسلام کو ایسا خوف زدہ کر دیا تھا کہ اسکی مبارزطلبی کا بجز حضرت علی کوئی جواب نہ دیتا تھا۔ کون شخص باور کر سکتا ہے

کہ سینٹ عمر کے مسلمان ہوتے ہی کفار قریش دب گئے اور کعبہ میں علانیہ نماز باجماعت انہیں کے مسلمان ہونے کی وجہ سے ہونے لگی ہاں سینٹ عمر کی پالسی البتہ قابل داد ہے جسکی وجہ سے کفار قریش خود سینٹ عمر سے متعرض نہ ہوتے تھے یا جس امر میں انکا ایما پائے تھے کہ اسوقت اسکو اسیطرح ہونے دو اوس سے بھی تعرض نہ کرتے تھے۔ الغرض رسولخدا نے تو خفیہ شب کے وقت مدینہ منورہ کے جانب ہجرت فرمائی۔ مگر سینٹ ابوبکر نے پیچھا چھوڑا سراغ لگا کر راستہ ہی میں حضرت کے پاس آموجود ہوئے اور سینٹ عمر تو دن دہاڑے کفار قریش کے سامنے تلوار ہلاتے روانہ ہوئے اور کفار اونسے متعرض نہ ہوئے مختصر یہ کہ جو سچا رے صدق دل سے مسلمان ہوئے تھے اونکا ہجرت کرنا تو ضرور ہی تھا وہ منافقین بھی جو از روے پالسی ظاہرا مسلمان ہوے تھے اور باطنا کفار سے ساز و باز رکھتے تھے اور منتظر اپنے موقع کے تھے مدینہ میں بھی آموجود ہوئے گویا کفار کے جاسوس ہر وقت حضرت کے پہلو میں موجود تھے جسکی وجہ سے ہزارہا دقتیں حضرت کو پیش آئیں اور کبھی مطمئن نہ ہونے پائے چنانچہ خطبہ خم غدیر میں جسکے بعد چند ہی ماہ حضرت دنیا میں رہے کس سوز جگر سے فرماتے ہیں وانہ سیکون من بعدی اقوام یکذبون فیقبل منہم ومعاذ اللہ ان اقول علی اللہ الا الحق وانطق بامرہ الا الصدق وما امرکم الا ما امرنی بہ وادعوکم الا الیہ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون فقام الیہ عبادۃ بن الصامت فقال متی ذالک یارسول اللہ ومن ھولاء عرفنا ھم لنحذرھم قال اقوام قد استعدوا لنا من یومہم ویظہرون لکم اذا بلغت النفس منی ھہنا واومی الی حلقہ فقال عبادہ اذا کان ذالک فالی من یارسول اللہ فقال علیکم بالسمع والطاعۃ للسابقین من عترتی والاخذین بنبوتی فانہم یصدونکم عن الغی ویدعونکم الی الخیر (توضیح الدلائل شہاب الدین احمد عالم اہلسنت) ترجمہ ضرور قریب ہے کہ بعد میرے کچھ قومیں جھوٹ باندھیں مجھپر اور لوگ اونکی بات کو قبول کریں پناہ بخدا میں نہ کہونگا بجز حق کے کہتا ہوں اور نہ سچائی کے

سوا کسی دوسری بات کا حکم دیتا ہوں نہیں حکم دیتا ہوں نہیں تمکو لیکن وہی کہ جو خدا مجھکو حکم دیتا ہے اور نہیں بلاتا ہوں میں تمکو لیکن خدا کیطرف قریب ہے جائینگے وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا کہ کس گردش وہ پھیرے جائینگے - عبادہ بن صامت صحابی انصاری نے کھڑے ہوکر عرض کی یا رسول اللہ یہہ بات کب ہوگی اور وہ لوگ کون ہیں ہمکو بتائیے کہ اونسے احتراز کریں حضرت نے فرمایا کہ وہ یہہ لوگ ہیں جو اسپر اپنے مسلمان ہونے ہی کے دن سے مستعد ہوتے ہیں اور یہہ باتیں اونسے اوسوقت ظاہر ہونگی کہ جب میرا دم حلق میں پہونچیگا پہر عبادہ نے پوچھا کہ اسوقت میں ہملوگ کو کیا حکم ہے حضرت نے فرمایا اطاعت اور فرمان برداری کرو سابقین کی میری عترت سے جنہوں نے میرے اسرار نبوت سے حصہ پایا ہے کہ یہی لوگ تمکو گمراہی سے بچائینگے اور امر خیر کی ہدایت کرینگے - اب اسکے بعد خود سینٹ عمر کا قول ملاحظہ فرمایئے فقال عمر لقد کان من رسول اللہ فی امرہ ذرو من قول لا یثبت حجۃ ولا یقطع عذرا ولقد کان یربع فی امرہ وقتا ما ولقد اراد فی مرضہ ان یصرح باسمہ فمنعت من ذالک اشفاقا وحیطۃ علی الاسلام (تاریخ بغداد احمد بن طاہر) کہا عمر نے کہ رسول اللہ کا انکی نسبت قول تہا جو مثبت حجت اور قاطع حجت نہیں ہے اور ضرور آنحضرت انکی (علی کے) باب میں کبھی گمراہ ہو جاتے تھے (حالانکہ جناب باری سورہ نون میں قسم کہا کر فرماتا ہے ما انت بنعمۃ ربک مجنون) اور آنحضرت نے ضرور اپنے مرض میں ارادہ کیا تھا کہ (علی کے) نام کی تصریح کردیں پس میں نے اس سے منع کیا شفقت اور حفظ اسلام کی نظر سے - اللہ رے تیری دور اندیشی بیشک اسکو پریزلنس آف مائنڈ (سوجھ) کہتے ہیں کیا سوجھی ہے کہ حضرت کے اقوال جو علی مرتضی کے بارہ میں ہیں وہ تو بہت سی حجتوں اور عذرات سے قطع کردیے جائینگے لیکن جب لکھکر نامزد کردینگے تو بڑی مشکل ہوگی اسکو ہرگز نہ ہونے دینا چاہیے لہذا ان الرجل لیھجر (یہہ مرد تو ہذیان بک رہا ہے) حسبنا کتاب اللہ (ہملوگ کیلئے کتاب خدا کافی ہے) کہکر ایسا شور و غل مچادیا کہ حضرت نے خود ہی کہدیا قوموا عنی (میرے پاس سے اوٹھ جاؤ) واقعی یہہ تدبیر سینٹ عمر

کی ایسی کارگر ہوئی کہ اس سے سینٹ موصوف نے صرف اپنے ہی وقت میں کام نہیں لیا بلکہ آجتک اونکے طرفداران کے کام آرہی ہے لاکھ اقوال رسول کو پیش کیجئے اور راویوں کیسی ہی سند لائیے اوسمیں ایک نہ ایک شق لگا دینگے۔ الغرض سینٹ عمر کو جسطرح مسند حکومت ہاتھ لگ گئی وہ سینٹ پال کو میسر نہ ہوئی۔ سینٹ عمر مثل سینٹ پال کے کسی دوسرے بادشاہ کے رعیت نہ تھے بلکہ خود مسند آرائے تخت سلطنت تھے چنانچہ صاحب ازالۃ الخفا لکھتے ہیں عن سلمان ان عمر قال لہ ا انا ملک ام خلیفۃ فقال لہ سلمان ان جبیت من ارض المسلمین درہما او اقل او اکثر و صنعتہ فی غیر حقہ فانت ملک غیر خلیفۃ فاستعبر عمر یہاں اس سے ہماری غرض صرف اسقدر ہے کہ ایسی حکومت انکو حاصل تھی کہ خود شک کرتے تھے کہ میں بادشاہ ہوں یا خلیفہ۔ پس سینٹ عمر کو اسلامی سلطنت ہاتھ آجانے سے جو موقع اپنی حکومت دکھانیکا ملا اور اونکے عہد میں جو فتوحات (گو دوسروں ہی کی کوشش سے سہی) ہونیکا طرہ انکے سر بندھا وہ سینٹ پال کو نصیب نہ ہوا۔ مگر دینی امور میں ان دونوں سینٹوں نے اپنی اپنی دور اندیشیوں سے اپنے اپنے ابتدائی ارادوں میں یکساں کامیابی حاصل کی۔

میں نے ایک رسالہ مسمّی بہ **اسلام صادق** بجواب رسالہ **دین اسلام** مصنفہ مسٹر ویری لکھا ہے جسمیں ان دونوں سینٹونکے حالات کچھ زیادہ تفصیل کے ساتھ لکھے ہیں مگر افسوس بوجہ عدیم الفرصتی اسقدر موقع نہیں ملتا ہے کہ مسودہ کو صاف کرکے مطبع میں دوں۔

سید غلام اصغر

سائنس اور اسلام

مترجم عدالت جی

(گذشتہ سے پیوستہ)

قوت وہ شئی ہے جو دوسری شئی پر ایسا اثر کرے کہ اُسے متحرک کر دے۔ تمثیلاً یوں سمجھنا چاہئے کہ ایک پتھر کا ٹکڑہ زمین پر پڑا تہا کسی شخص نے ایک مقام سے اُٹھا کر دوسرے مقام

رکھدیا تو اس فاعل نے **قوت** صرف کی جس نے پتھر میں حرکت پیدا کردی اور اوسکے **سائق** مقام قیام میں تبدیل پیدا کردیا۔

حرکت کے صرف **یہی معنی نہیں** کہ وہ تبدیل مقام کرے بلکہ اصلی معنی یہ ہیں کہ اسکی **سابق** حالت میں تغیر پیدا کردے اور بس۔ اب تغیر بھی مختلف قسم کا ہو سکتا ہے۔

ایک یہ کہ کوئی مادی شی تبدیل مقام کرے اور دوسرے یہ کہ وہ شی بلحاظ دوسری شی کے متحرک ہو لیکن اسکی حرکت کا ادراک ظاہرانہ ہوتا ہو۔ مثلاً ایک چھوٹی شی مادی شی ایک عظیم الشان مادی شی پر رکھی ہو اور یہ عظیم الشان شی حرکت میں ہو تو اس چھوٹی چیز کی حرکت محسوس نہیں ہوسکتی حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ متحرک ہے۔ گو یہ مسئلہ متنازعہ فیہ ہے کہ زمین حرکت میں ہے لیکن اگر یہ فرض کرلیا جاوے کہ یہ صحیح ہے تو ایک چھوٹا سا گیند جو اس کرہ خاکی پر رکھا ہے اور ظاہرا ساکن ہے وہ ضرور ہے کہ متحرک ہے اور اسکا نام اصطلاح خاص میں **حرکت عارضی** ہے۔ علیٰ ہذا القیاس اگر ایک پانی کا گھڑا آگ سے گرم کیا جاوے تو ابتدا میں پانی متحرک نظر نہیں آتا لیکن حقیقت میں اسمیں حرکت اسی وقت سے شروع ہوگئی جس وقت اس میں تھوڑی سی حدت بھی پہونچی تھی اور اسلیے **حرارت** بھی ایک **قوت** ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہم لوگ روزانہ **خیال** کو قوت خیال کہتے ہیں۔ خیال کا اثر انسان پر ایسا واضح ہوتا ہے کہ مجھے زیادہ بحث کی ضرورت اس موقع پر نہیں ہے آگے چلکر ہم اس لطیف نکتہ کیطرف اشارہ کرینگے۔

اب یہ کہ روح ہر شی میں ہے خداوند عالم خود اس آیۃ شریفہ میں ارشاد فرماتا ہے کہ کل وہ چیزیں جو زمین و آسمان میں ہیں تسبیح خداوند عالم میں مشغول ہیں۔ اس میں تخصیص کسی خاص چیز سے نہیں ہے اسلئے اس قدر تو ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ بلا وجود **روح** کے تسبیح و تقدیس اگر محال نہیں خیال کیا جاسکتا تو نہ قرین قیاس ہے نہ عقل سلیم قبول کر سکتی ہے۔

علیٰ ہذا القیاس **قوت خیال** کا ادراک جو ہم لوگ روزانہ کرتے ہیں اس میں بھی ملحوظ ہیں۔ ہم لوگوں کو غالباً اسکا تجربہ ہوگا کہ جب کسی وقت میں بہت زیادہ غصہ ہوتا ہے تو اس قوت کا اثر یوں ظاہر ہوتا ہے کہ جسم کانپنے لگتا ہے یا اکثر اوقات اوسیر عرق آجاتا ہے

جو خون کی روانی کی دلیل ہو اور اسکا بھی ثبوت ظاہر ہی ہو کہ حرارت سابق سے زیادہ پیدا ہو گئی درحالیکہ نہ ہم نے اپنے جسم کو کوئی غیر معمولی حرکت دی اور کسی گرم مقام میں تھے جو باعث عرق کے ابتلے ہوتا ہے - اور اکثر ہم لوگ دنیاوی افکار سے نجات پا کر عالم ملکوت کے حالات پر غور کرتے ہیں تو خوف خدا مختلف طرح پر طاری ہوتا ہے بعض لوگ صرف محزون ہو جاتے ہیں بعض گریہ وزاری کرتے ہیں بعض کے جسم میں رعشہ پڑ جاتا ہے اور عظیم الشان درجہ اس قوت خیال کے احساس کا یہ ہے کہ بیہوشی طاری ہو جاتی ہے اور مدت تک قائم رہتی ہے اور یہ درجہ نبوت اور امامت کا ہے جیسا کہ جناب امیر علیہ السلام اثنائے مناجات میں بیہوش ہو جاتے اور آپکی ایسی حالت ہو جاتی کہ لوگوں کو اسکا شبہہ ہوتا کہ روح مبارک نے اس عالم سے پرواز کیا - اور اکثر ایسی ہی مثالیں پیش کر کے مادی فرقہ اس امر کا قائل ہے اور کسی حد تک بعنوان دلیل مانا بھی جا سکتا ہے کہ روح مجرد عن المادہ نہیں ہے -

اسی طرح سے نباتات کو دیکھیے کہ ایک شاداب درخت گرم لوں کا شکار ہو کر بہت جلد بے ثمر ہو جاتا ہے - سرسبز کھیت گرمی کی شدید حرارت سے موسم خزاں کی بہار دکھاتے ہیں لوں کا اثر سبز مٹر کے دانوں میں کس قدر واضح ہوتا ہے جسکا تجربہ ہر شخص کو ہے وہ خاص دانہ جسکی اصلی روح نکل جاتی ہے کیسا بدمزہ ہو جاتا ہے - وغیرہ وغیرہ

اس موقع سے ہم اپنے بڑے دو حصونکے دیگر حصہ کرتے ہیں - لیکن یہ بھی واضح کر دینا ضروری ہے کہ حصہ اول یعنی ذی روح مثل انسان و حیوان کو ہم بالکل قلم انداز کرتے ہیں جسکی وجہ ہم شروع میں بتا چکے ہیں اور اب بیان سے دوسرا حصہ یعنی غیر ذی روح سے بحث کرینگے - اسکے تین چھوٹے چھوٹے حصہ ہیں -

اول جمادات مثل پتھر لوہا لکڑی وغیرہ مع نباتات

دوم عرقیات مثل پانی تیزاب وغیرہ -

سیوم اشیاء مثل ہوا مثلاً بھاپ - دھواں - گیس - وغیرہ

قوت حرارت

یہاں پر ہم ایک قوت حرارت کا ذکر کرینگے اور یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ

اسکا اثر ہر حصہ کے مختلف افراد پر کس طرح سے پڑتا ہے اور یہ کس حد تک اسکا اوراک کرتے ہیں۔ ہم یہ صاف طور سے ظاہر کر چکے ہیں کہ قوت کیا چیز ہے اور ادراک اسکا حد درجہ مختلف ہے اور ہر شئی کے لحاظ سے ایک خاص صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس قوت کے متعلق تین مسئلے حسب ذیل ہیں۔

مسئلہ اول۔ ہر شئی گرمی سے بڑھ جاتی ہے لیکن بدرا یح۔

مسئلہ دوم۔ اشیاء مثل بھاپ وغیرہ سب سے زیادہ بڑھتی ہیں

مسئلہ سیوم۔ جمادات مثل لوہا تانبا وغیرہ سب سے کم بڑھتے ہیں۔

(باقی آیندہ)

میرے تشیع کے وجوہ

اڈیٹر صاحب۔ تسلیم مضمون ذیل کو مہربانی کر کے اپنے اخبار میں جگہ دیجئے۔ ممنون و مشکور ہونگا یہ مضمون اہلحدیث۔ نجم لکھنؤ۔ اور اثنا عشری میں بھی شایع ہونیکو بھیجا گیا ہے۔

ایک محبتانہ خط آپ سب صاحبوں پر جو طریقہ رشاد کے سالک اور شریعت محمدیہ کے پیرو اور مطیع ہونیکی عزت رکھتے ہیں بلعد سلام مسنون الاسلام واضح رائے عالی ہو کہ یہ عبد ذلیل قدیم سے بلحاظ پشتینی اور آبائی مذہب کے طریقہ اہلسنت والجماعت کا پابند تھا چونکہ مجھکو عرصہ سے مذہبی معلومات سے واقفیت بہم پہونچانیکا شوق دامنگیر تھا۔ اسلئے اپنے مذہب کی مستند اور مسلم الثبوت کتب کے مطالعہ میں اپنا بہت بڑا وقت صرف کرنیکا موقع ملا۔ اسی اثنا مطالعہ میں چند ایسی روایات میری نظر سے گذریں۔ جو میرے خیالات راسخہ کے بالکل مخالف تہیں۔ اور جنسے مجھے کافی طور پر یقین ہوگیا۔ کہ حقیقی دین اسلام کا اصلی چھرہ وہ نہیں ہے جسکو ہمارے مذہب کے علما و فضلا نے وضع کیا ہے۔ اور یہ حقیقی اور الٰہی مذہب جسکا آیۃ "ان الدین عند اللہ الاسلام" میں اشارہ کیا گیا ہے۔ وہ محض آئمہ اہلبیت کی پاک تعلیمات میں محدود ہے۔ اور جسکو بہ نظر طریقہ ابراہیمی اور بموجب آیۃ قرآنی کے "شیعہ" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس میری تبدیلی مذہب پر میرے بعض احباب اور اعزا مجھسے اون وجوہ کو طلب فرماتے ہیں جنسے مجھکو

یقین واثق ہوگیا - کہ مذہب اہلسنت والجماعت ہرگز الہی مذہب اور منجانب اللہ نہیں ہے - بلکہ وہ دنیوی لوگونکی راے اور خواہش کے موافق عالم وجود میں آیا ہے - افسوس ہے کہ مجھکو اون وجوہ کے تفصیل لکھنے میں اپنے سابق مذہب کے اکثر دوستوں کی ناراضی طبع کا اندیشہ ہے - کہ عموماً اوسسے اکثر لوگونکے دلونکو چوٹ لگتی ہے - کیونکہ وہ بے شبہ اونکے نقائص اور عیوب کو ظاہر کرنیوالے ہوتے ہیں - تاہم میں بلاخوف و خطر لومتہ لائم محض اظہار حق کے خیال سے صرف چند سوالات اپنے بھائیونکے لئے دو وجوہ سے منتخب کرتا ہوں اول یہہ کہ وہ انپر غور کریں اور پیش کردہ سوالات سے حق و باطل کا خود بھی فیصلہ کریں دوم یہہ کہ میں خدا کو حاضر و ناظر جانکر نہایت سچائی سے باور کراتا ہوں کہ ان سوالات کا محققانہ اور تسکین بخش جواب پانے پر اگر میری سمجھ کی غلطی ہے تو میں اپنے سابق مذہب پر ثابت قدمی کے ساتھہ رہسکونگا - بہرحال میں ایک ماہ تک حضرات اہلسنت والجماعت سے جواب کا منتظر ہوں - اگر کہیں سے جواب نہ آیا تو میں سمجھ لونگا کہ مذہب اہلسنت کے منجانب اللہ ثابت کرنیکے لئے ہمارے علماء کے پاس دلائل نہیں ہیں - اور وہ قلباً نہیں بلکہ لساناً اوسپر قایم ہیں - اور عوام الناس کے قبول حق سے محروم ہوکر اپنے مذہب کے پوشیدہ اسرار کو ظاہر کرنا مصلحت نہیں سمجھتے -

تفصیل سوالات

(سوال اول) حضرت سرور عالم صلعم نے ارشاد فرمایا ہے لایزال ھذا الدین قائماً حتی یکون علیکم اثنا عشر خلیفۃ کلھم تجتمع علیہ الامۃ کلھم من قریش -

(نقل کیا اسکو شیخین) بخاری و مسلم) ابوداؤد اور ترمذی نے

حاصل حدیث شریف یہہ ہے کہ میری امت میں بارہ خلیفہ ہونگے - اور وہ قریش سے ہونگے اونپر تمام امت کا اجماع ہوگا - اور قیامت تک رہینگے اور جبتک وے رہینگے دین قایم رہیگا - یعنی اونکے وجود تک دین کا قیام ہے - بعدہ دین کا بھی زوال ہوجائیگا یہہ وہ حدیث ہے جسے جملہ فرقہاے اسلام نے قبول کیا ہے - اور مختلف طریقوں سے

صحاح ستہ و دیگر کتب میں وارد ہوئی ہے - اگر تمام طرق میں اسکے نقل کروں تو ایک کتاب ضخیم طیار ہوگی - علماء خود ملاحظہ فرما سکتے ہیں - میں صرف اسقدر حوالہ دینا مناسب سمجھتا ہوں - کہ کتاب ینابیع المودۃ مطبوعہ قسطنطنیہ کے صفحہ ۴۴۴ کو دیکھ لیجئے -

اہلسنت والجماعت اس حدیث کی ... میں اون بارہ[۱۲] خلفا کے نام یہہ بیان فرماتے ہیں حضرت ابوبکر[۱] حضرت عمر[۲] حضرت عثمان[۳] حضرت علی[۴] حضرت معاویہ[۵] حضرت یزید[۶] حضرت مروان[۷] حضرت عبدالملک[۸] حضرت سلیمان[۹] حضرت ولید[۱۰] حضرت ہشام[۱۱] حضرت عمر ابن عبدالعزیز[۱۲] ملاحظہ ہو فقہ اکبر ملا علی قاری صفحہ ۸۴ - ملل ونحل علامہ شہرستانی کا صفحہ ۹۰ - قرۃ العینین شاہ ولی اللہ صاحب کا صفحہ ۲۹۷ - تاریخ الخلفا علامہ سیوطی کا صفحہ ۷۰ - ان خلفاء اثنا عشر کا زمانہ سنہ ۹۹ھ تک رہا پس دین اسلام بھی بفحوائے حدیث مذکورہ خلافت کے ساتھ ختم ہوگیا - لہذا اب دریافت طلب امر یہہ ہے کہ سنہ ۹۹ھ سے آجتک جو لوگ عیان اسلام رہے - اور ہیں تو اونکا شمار کس دین میں ہوگا - اگر وہ مسلمان تھے اور ہیں تو کس حیثیت کے شیعہ مذکورہ خلفاء کے خلاف بارہ[۱۲] خلیفہ بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ گیارہ[۱۱] ختم ہوگئے - بارہویں حضرت مہدی آخر الزمان باقی ہیں - اونکا دین تا قیام قیامت رہیگا

سوال دویم - خلافت یا نیابت یا امامت جو ایک ہی درجہ ہے - اور شاہ عبدالعزیز صاحب نے تحفہ میں سبکو ہم معنی تسلیم کیا ہے - بحق اشخاص فاسق فاجر عود کر سکتی ہے یا نہیں اگر نہیں کر سکتی ہے - تو یزید و ہشام و عبدالملک و ولید وغیرہ کیسے خلیفہ ہوئے - کیونکہ اونکے مطاعن پر اگر نظر کیجائے - تو دنیا میں کوئی شخص ایسا دکھائی نہیں دیتا - کہ جسمیں اسقدر معائب ہوں - لہذا یہہ ضرورت ہوئی کہ بموجب حدیث اون بارہ[۱۲] خلفاء کے نام بتائیے - یا خلیفہ رسول ایسی صفت کے اشخاص ہونا چاہئیں - جیسے اوپر مذکور ہوئے - اور ہم حضرت یزید کو رضی اللہ تعالی عنہ کہیں یا نہ کہیں -

سوال سوئم - جمیع اہل اسلام نے یہہ تسلیم کیا ہے - کہ جناب فاطمہ زہرہ طاہرہ وصدیقہ و سیدۃ النساء العالمین تھیں - اور حضرت علی بھی صدیق تھے - وہ بلکہ اہلسنت کے علماء نے بھی بہت کچھ مولائے دوجہان کی تعریف فرمائی ہے - اور جناب ام سلمہ

اُم المومنین بھی صدیقہ تھیں۔ اس سے کسی فرقہ اسلام کو انکار نہیں ہے (سوائے خوارج کے)
لہذا یہہ خدشہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ آپنے دعوی بروئے ہبہ فدک کا کیا تھا۔ اور حضرت علی و جناب
ام سلمہ رضی اللہ عنہما نے وقوع ہبہ پر ادائے شہادت کی۔ کہ جسکو خلیفہ اول نے غلط قرار
دیکر دعوی ڈسمس کیا پس سوال یہہ ہے کہ دعوی فدک اگر جھوٹا تھا۔ تو جناب فاطمہ نے
غلط دعوی کیا۔ اور حضرت علیؑ و ام سلمہؓ نے خلاف واقع جھوٹی شہادت دی
لہذا ہم اونکو اس بارے میں کیا سمجھیں اور اگر دعوی سچا تھا۔ تو حضرت خلیفہ اول نے
غلط فیصلہ صادر فرمایا۔ پس اس بارے میں اونکے بابت کیا حکم ہے۔ اور یہہ بات کہ
دعوی کرنیوالا۔ شہادت دینوالا و فیصلہ کرنیوالا سب سچے ہیں قابل تسلیم نہیں ہے۔

سوال چہارم - جب فیصلہ بربنائے ہبہ خلاف جناب سیدہ فاطمہ صادر ہوا۔ تو
آپنے بربنائے وراثت قبضہ چاہا۔ اور قرآن مجید سے استناد کیا۔ تب خلیفہ صاحب نے ایک
حدیث ”لا نورث“ پیش فرمائی۔ کہ جسکے وہ خود راوی ہیں۔ اور ارشاد فرمایا کہ
آپکو یوں بھی فدک نہیں مل سکتا۔ تب حضرت علی نے قرآن شریف کی آیہ ورث سلیمٰن داؤد
پیش کی اور اوس حدیث پر توجہ دلائی کہ جسمیں حضرت سرور عالم صلعم نے ارشاد
فرمایا ہے۔ کہ جب میری کسی حدیث میں تعارض واقع ہو یا شبہہ ہو کہ یہہ صحیح ہے
یا نہیں تو اوسکو قرآن شریف پر عرض کرو اگر مطابق قرآن شریف حدیث ہو
تو سمجھو صحیح ہے ورنہ جھوٹی۔ چنانچہ یہہ بھی بحث کی۔ کہ یہہ حدیث خلاف قرآن
مجید ہے۔ اکثر آیات اور بھی استدلال میں دکھائی گئیں جسمیں پیغمبران
سابقین نے اپنے وارث ترکہ ہونیکی دعا مانگی اور اللہ تعالی نے اونکا وارث پیدا
کیا۔ لہذا سوال یہہ ہے کہ آیا قرآن مجید صحیح ہے یا حدیث ”لا نورث“
والی۔ اور یہہ دعوی جناب فاطمہ کا غلط تھا۔

سوال پنجم - یہہ حدیث مسلمہ ہے کہ نہ پہچانا جسنے امام زمانہ کو۔ اور نہ بیعت کی
اوس سے پس مرا وہ مثل موت **جاہلیت** کے۔ اور یہہ بھی مسلمہ ہے کہ جناب
سیدہ مرتے وقت تک حضرت ابوبکر سے ناراض رہیں۔ اور کلام نہیں کیا۔ اور وصیت

فرمائی کہ میرے جنازہ پر نہ آئیں۔ چنانچہ بلا علم و اطلاع اونکے شب میں دفن ہوئیں جیسا کہ روایت صحیح میں بھی ہے "غضبت فاطمۃ حتی ماتت" و نیز دیگر کتب سیر و تواریخ میں یہہ واقعہ تواتر کے ساتھہ نقل ہوا ہے۔ لہذا یہہ فرمائیے۔ کہ خلافت اول اگر حق تھی تو جناب صدیقہ طاہرہ فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا کی موت کیسی ہوئی اور اگر اونکی موت مثل موت مومن کے فرض کیجائے۔ تو خلیفہ اول کا کیا حشر ہوگا بصراحت قابل اطمینان جواب دیجیے۔

سوال ششم۔ ہمارے یہاں کے علما ہمکو یہہ تعلیم دیتے ہیں۔ کہ صحابہ رسول اللہ کی شان میں سو ادبی کرنا کافر بنانا ہے۔ اور اسیوجہ سے شیعہ کافر ہیں۔ اگر یہہ مسئلہ سچا ہے تو بتائیے کہ امیر معاویہ اور اونکے عہد کے اور حضرات و دیگر اصحاب کہ جنہوں نے ۵۹ برس جناب امیر علیہ السلام اور اونکی اولاد پر سب و شتم کیا مسلمان تھے یا کافر۔ شاید آپ حضرات اس سوال کو بلا ثبوت غلط قرار دیتے ہیں لہذا میں چند علماء اسلام کے اقوال بھی نقل کرتا ہوں۔ تاریخ الخلفاء کے صفحہ ۶۲ پر علامہ سیوطی فرماتے ہیں جسکا ترجمہ یہہ ہے۔ بنی امیہ گالی دیتے تھے خطبوں میں علی بن ابیطالب کو۔ پس جب خلیفہ عمر ابن عبد العزیز ہوئے۔ تو مٹایا انہوں نے اس بدگوئی کو۔ اور اپنے ممالک کے افسروں کو اوسکے مٹانیکو لکھا۔ اور بجائے بدگوئی کے پڑہایا اوسنے آیتہ "ان اللّٰہ یامر بالعدل والاحسان الخ" آخر تک۔ پس اس آیتہ کا اوسوقت پڑہنا قرار پایا۔ شاہ عبد العزیز صاحب نے بھی تحفہ کے صفحہ ۱۷۵ میں اسی کے مانند عبارت تحریر فرمائی ہے۔ صحیح مسلم کی جلد دوم کی باب فضائل میں بصفحہ ۲۷۸ اور جامع ترمذی کے صفحہ ۱۲۸ پر بھی اسی قسم کی عبارت لکھی ہے۔ جو کہ ہر جگہ مل سکتی ہیں۔ ملاحظہ فرما لیجیے۔ علاوہ ازیں سیرۃ النعمان کے صفحہ ۸۹ میں شمس العلماء مولوی شبلی نعمانی تحریر فرماتے ہیں۔ کہ ۴۱ھ عہد خلافت معاویہ سے عہد عمر ابن عبد العزیز تک ہر جمعہ کے خطبہ میں حضرت علی علیہ السلام پر لعن ہوتا تھا۔ عمر ابن عبد العزیز نے موقوف کرایا ہے۔

احقر العباد سید دلبر علی عرف انیس دولہ سابق اہلسنت والجماعت
ابن سید مظہر علی ابن سید بو علی محلہ سراے میران شہر بدایوں -

الحق مر

رسالہ اصلاح ۲۳ و ۲۴ ماہ ذیحجہ ۱۳۲۵ ہجری کے صفحہ ۵۵ لغایۃ ۵۷ میں دعبرۃ الناظرین کی سرخی سے ایک مضمون مضمون نگار صاحب نے اپنی حسن لیاقت و خوبی تحریر و زور قلم سے بہت کچھ فروغ دیا ہے - اوّلاً تو مضمون نگار صاحب کو اس قسم کے نزاعات خانگی پبلک کے سامنے لانے نہ تھے کیونکہ یہہ تو ظاہر ہے کہ اسمیں کسی نہ کسی فریق کی زیادتی تو ضروری ہے اور بصورت اثبات الزام ایک نہ ایک فریق بالضرور مورد ملام ہوگا بس اوسکے لئے اوسکو قرب و جوار ہی کی ذلت و خواری کیا کم تھی جو مزید براں تمام دیار و امصار کو بھی اوسمیں شریک کیا گیا - ثانیاً بالفرض محال اگر اونکی رائے صائب نے اسی پر استقرار لیا تہا تو اونہیں ضرور تہا لازم تھا کہ جملہ واقعات بلا کم و کاست صحیح صحیح لکھتے اور خود زمرہ کا ذہن میں داخل ہونے سے بچتے ناظرین خود ہی اون واقعات صحیحہ سے بغور و تعمق نتیجہ نیک و بد ہر دو فریق کے بابت بطور خود اخذ کرتے اور جو اونہیں مناسب معلوم ہوتا وہ کرتے مگر ایسا نہیں کیا گیا بلکہ من اولہ الی آخرہ اپنی بریت اور دوسرے کی ملزمیت کا خیال کر کے مضمون ختم کیا گیا ہے لہذا ضروری ہوا کہ بجواب اوسکے وہی حالات صحیح صحیح بلا کم و کاست لکھے جاویں - جا بجا اپنے فریق کی مدح سرائی اور جہاں تک ہو سکا ہے بہت ہی کچھ اوسکے محامد و اوصاف میں خامہ فرسائی کی گئی ہے مگر اب اون خودستائیوں کی انتخاب سے کہاں تک اس مضمون کو بیجا طول اور نظر ناظرین کو ملول کیا جاوے کیونکہ تمام و کمال مضمون اسی پیرایہ میں لکھا گیا ہے کہ اپنے فریق کی ہر موقع و محل پر مدح و ثنا اور دوسرے فریق کی مذمت و ہجو کی گئی ہے مگر یہہ نہیں خیال کیا گیا جیسا کہ کسی نے کہا ہے اور خوب ہی کہا ہے ؎ ایک ہی چلو دیا کر راہ معنی کی نہ چل نقش پا لحد سنگیے یہ رفتار پاے لنگ ہے - اکثر موقع میں یہہ بھی ظاہر کیا گیا ہے کہ فی الحال یہہ مضمون بالاجمال بطور ایک معمہ کے لکھا جاتا ہے اور یہہ راز ابھی سربستہ رکھا جاتا ہے آیندہ پھر کسی وقت

میں نے کل واقعات راست راست بلا کم و کاست ظاہر کردئے ہیں اور فیصلہ اسکا ناظرین کے انصاف پر چھوڑا ہی۔ اب میں اپنے مضمون کو اس فقرہ پر ختم کرتا ہوں کہ مضمون نگار صاحب اگر کسی واقعہ میں غلط بیانی پادیں تو بالضرور اوسکی تردید میں اپنا قلم اوٹہاویں ورنہ خواہ مخواہ کی تو تو میں میں سے باز آویں اور رقصہ زمین برسر زمین مثل مشہور ہے اگر باہمی طور پر تصفیہ نہیں ہوتا ہے تو گانوں والوں سے رجوع کریں اوسکے بعد قرب وجوار کے لوگوں سے اور پھر آخری درجہ عدالت کا ہے پبلک میں یہ قضایا پیش کرنے سے سوائے تفضیح و تضحیک ایک دوسرے کی اور کوئی نتیجہ نہیں معلوم ہوتا بہر حال جب اور پر وہ رضامند ہونگے تیسے اوس میں عذر نہیں ہے آگے آگے وہ اور پیچھے پیچھے ہم چلے چلیں جہاں تک تاب نہیں۔ آخر میں اپنے عنایت فرما جناب اڈیٹر صاحب پرچہ اصلاح کی خدمت میں التماس ہی کہ اپنے باوجود سنجیدگی و متانت کے محض دعواے بے دلیل مدعی پر بلا انتظار اوسکے جواب کے یکطرفہ راے قائم فرما کر ایک مختصر سا نوٹ فریق ثانی کے نسبت لکھ ہی دیا جو ہرگز آپ کی شان کے شایان نہ تہا۔ وبس۔

نما فسد

ایک اوسی مضمون عبرۃ الناظرین کا مخاطب

اصلاح ۔ پہلے تو تاخیر اشاعت مضمون کی معذرت چاہتے ہیں ثانیاً ہمیں بھی اسکا افسوس ہی کہ ناحق ایسا مغالطہ ہوا جس سے پہلے راے قائم کی اس جدید فرقہ خواجگانی کی ترتیب ہی کچھ ایسی ہوتی ہی کہ انسان مجبور ہو جاتا ہے ہم امید کرتے ہیں کہ جن صاحبوں کو اوس نوٹ سے تکلیف پہونچی ہو معاف کرینگے۔ اقول قولی ھذا واستغفر اللہ لی ولکم واللہ غفور رحیم۔ (اڈیٹر)

فساد محرم

(گذشتہ سے پیوستہ)

اسباب بغاوت یہانتک تو اجمالی حالات تھے ان واقعات کے جو ایسے پر امن زمانہ معدلت گورنمنٹ

انگلستان میں ہندوستان کے ہر گوشہ میں پیدا ہوے اور گورنمنٹ اسکا انتظام کر لیگی۔ مگر ہمارا فرض یہ ہے
کہ اسپر کافی غور کریں اس قسم کے واقعات ہر گوشہ میں کیوں پیش آئے

اخبار اہلحدیث لکھتا ہے اس فساد کے متعلق دو طرح غور و فکر ہونگے ایک گورنمنٹ کی طرف سے ہوگا
جسکا مطلب یہ ہوگا کہ فسادیوں کو سزا دیکر آئندہ کو امن قایم کرے۔ ایک مصلحان قوم کی طرف سے ہوگا گورنمنٹ
تو اپنا کام آپ کریگی ہمیں تو ہمیں فکر نہیں۔ مگر مصلحان قوم کیلئے سب سے عمدہ تجویز ہمارے خیال میں یہ ہے
کہ مسلم لیگ گورنمنٹ کی خدمت میں درخواست کرے کہ تعزیہ بنانے والوں سے دریافت کیا جائے
کہ وہ کس مذہب کے پابند ہیں اگر اہلسنت ہوں تو چونکہ اہلسنت کے علما تعزیہ بنانے کے سخت مخالف
ہیں اسلئے کوئی سنی تعزیہ نکالنے کا مجاز نہو اور وہ اپنا مذہب شیعہ بتلاوے تو حسب فتوی علمای شیعہ
انکو تعزیہ کے متعلق اجازت دی جائے۔ علمای شیعہ اگر اپنی دیانت سے یہ فتوی دیں کہ تعزیہ اپنے اپنے
گھروں میں رکھکر ماتم اور گریہ و بکا کرنا افضل ہے جیسے میرے دوست مولوی سید علی صاحب
لاہوری نے امرتسر کے شیعوں کو میرے سامنے فتوی دیا تہا تو یہی کریں۔ اور اگر یہ فتوی دیں کہ
بازار و نمیں بازاری فاحشات کو دکہاتے پہریں تو یہی اجازت ہو۔ (مورخہ ۲۰ فروری)

اس راے کا نتیجہ تو سب پر ظاہر ہے کہ چونکہ آپ وہابی ہیں اور یادگار خوارج نہروان سے لہذا
یہ چاہتے ہیں کہ کسیطرح بھی ہو تعزیہ داری موقوف ہو مگر کاش وہ اسکا بھی فتوی دیتے کہ جب
ہندو و مسلمان میں مسجد پہ جھگڑا ہو تو مسجد کی تعمیر ملتوی کر دی جائے کیونکہ واجب نہیں عبادت
خدا ہر جگہ ہو سکتی ہے۔ اسیطرح گاؤکشی کے متعلق جو ہندو مسلمان میں فساد ہو تو گاؤکشی موقوف
کر دی جائے کیونکہ فرض نہیں۔ اسیطرح جب وہابی اور حنفی میں مسجد کے متعلق تکرار ہو تو وہابیوں کو
سمجھائیں کہ پرائی مسجد میں تمکو مداخلت جائز نہیں۔ وہ مال ہے حنفیوں کا حنفیوں نے بنایا وہی نماز
پڑھتے ہیں وہی اوسکے متولی اور موذن ہیں تم کیوں فساد کرتے جاتے ہو۔ مگر انکو تو اس قسم
کی فہمایش نہوگی فہمایش ہوگی تو کیا کہ تعزیہ داری موقوف کر دی جای۔ مگر یہ نہیں سمجھتے کہ یہ کسی کے
اختیار میں نہیں ہے کہ کسی کے مذہب کے کسی رکن کو خواہ اصل ہو یا فرع کوئی موقوف کر دے۔ نہ
اب معز یا دلیس سلطان افریقیہ ہے جسنے تمام ملک میں مذہب مالکی کو رایج کیا نہ حضرت عثمان کہ
تمامی صحابہ کا قرآن لیکر جلا دیا کہ بجز اس قرآن مرتبہ عثمان کوئی قرآن نہ رہنے پای اب زمانہ ہے

گورنمنٹ انگلیشیہ کا جسنے نہایت دوراندیشی اور عاقلانہ قانون سے ہر مذہب کو آزادی دی ہے اور ہر شخص اپنے امور مذہبی میں آزاد ہے اور یہ عزم تو الساعہ ہے کہ مطابق وعدہ رسول قیامت تک باقی رہیگا بلکہ اور ترقی ہوگی۔

ہاں ہر رعیت کا بشرطیکہ خیرخواہ گورنمنٹ ہو یہ فرض ہے کہ وہ ہر قسم کے جھگڑوں اور نزاعات کے اسباب بتلائے جسیے حکام وقت اور گورنمنٹ غور کر کے اسباب فساد کے بیخکنی میں کوشش کرے نہ یہ کہ کسی رکن کو ارکان مذہبی سے بند کردے یا موقوف کرے جس سے اوس معاہدہ خلاف کی ورزی لازم آئے جو گورنمنٹ نے اپنی رعایا سے فرائض مذہبی میں ابتداے سلطنت میں کیا تہا۔

ہم یہاں نہ اس سے بحث کرنا چاہتے ہیں کہ اڈیٹر صاحب اہلحدیث نے علمای اہلسنت پر اس کا افترا کیا ہے کہ "اہلسنت کے علماء تعزیہ بنانے کے سخت مخالف ہیں" کیونکہ ہم صدہا علمای اہلسنت کے نام لکھ سکتے ہیں جنہوں نے تعزیہ داری کی اجازت دی ہے۔ اور خود تعزیہ دار رہے ہیں۔ اسیطرح ہم انکا جواب بھی نہیں دینا چاہتے کہ مولوی سید علی صاحب لاہوری نے ایسا فتوی دیا اگر ہو تو تحریری ثبوت پیش کریں زبانی دعوی آپکا تو اون حدیثوں سے ظاہر ہے جسے آپکے علما اور صحابہ نے ہزار در ہزار موضوع بنا کر رسول اللہ پر اتہام کیا۔

بلکہ ہم یہ دکہاتے ہیں کہ ان فسادات کا اصلی بانی کون ہے اور کسکی تحریک سے یہ فسادات ہوتے ہیں تا کہ گورنمنٹ مناسب طریق سے اصل بانی فساد کی بیخکنی کرے کہ پہر اس قسم کے فسادات نہو پائیں گورنمنٹ کو اور حکام کو بھی بخوبی معلوم ہوگا کہ اصلی بانی اس فساد کا مذہب وہابیت ہے جو خارجیت اور بغاوت کا پورا عنصر رکہتا ہے پہلے گورنمنٹ کی پوری نگرانی اسپر رہتی تہی لہذا اس قسم کے فسادات کم ہوتے تھے جبسے گورنمنٹ نے انکو مطلق العنانی بخشی روز بروز فسادات بڑہ رہے ہیں۔

ہندوستان کے تین اخبار اہلحدیث۔ کرزن گزٹ۔ نجم لکھنو کا خاص وظیفہ یہی ہے کہ وہ ہر ماہ محرم کی آمد شروع ہوئی بلکہ ابتدا ہی سے اس قسم کی تحریریں شایع کرتے ہیں کہ فریقین میں آتش فساد مشتعل ہو۔ اہلحدیث آج پانچ برس سے جاری ہے جو ہر سال ابتدای محرم میں ہزاروں اشتہار اس قسم کا شایع کرتا ہے کہ تعزیہ رکھنا حرام ہے بدعت ہے۔

اڈیٹر اہلحدیث پر تمامی علمای احناف امرتسر وغیرہ کا یہ الزام مشہور ہی کہ امرتسر کے اتفاق میں انہوں نے
نفاق ڈالا اہلحدیث اور حنفیوں میں فساد انہونے ڈالا پھر اہلحدیث میں باخود ہا بھی پھوٹ انہو
ڈالا۔ اسکے جواب میں اڈیٹر صاحب اہلحدیث اپنے اخبار مورخہ ۱۴ ذیقعدہ میں اپنا نامہ اعمال بابت
۱۳۳۱ھ لکھتے ہوئے لکھتے ہیں "پھر ہمنے مسلمانوں میں سب سے بڑی رسم تعزیہ کی طرف توجہ کی تو سب سے
ایک مشترک فتوی لیکر بذریعہ اشتہار شایع کیا اور جناب مولانا ابو عبد احمد صاحب اہلحدیث وغیرہ
کے ساتھ سید میاں محمد جان مرحوم میں جناب مولوی رسل بابا صاحب مرحوم کے پاس پہنچا
وہاں ملکر تعزیوں کے متعلق علماء کا مشورہ قرار پایا کہ تعزیہ داروں کے گھروں پر جا کر انکو سمجھایا
جاوے۔ اتنے میں شہر کے روسا کو خبر ہوئی انہونے پیغام دیا آپ ذرہ صبر کریں ہم بھی اسمیں شریک
ہونگے چنانچہ خان بہادر شیخ غلام حسن صاحب مرحوم نے ایک عام جلسہ کیا اور تعزیہ کی خرابی
کو محسوس کر کے اسکے بندش کے اسباب پر غور ہوا"

۱۳۳۱ھ سے اڈیٹر اہلحدیث شب و روز اس فکر میں لگے ہوے ہیں کہ تعزیہ داری کو جسطرح ہو موقوف کریں
چنانچہ اخبار مورخہ ۱۵ شوال میں لکھتے ہیں "دو امسال بھی مثل گذشتہ سال کے تعزیہ کے متعلق ایک
اشتہار نکالنے کا ارادہ ہے جس میں تعزیہ کی حرمت پر سب اہلسنت علماء کرام کی دستخط ہونگی پس ناظرین
ہمکو اس کار خیر میں مدد دیں کہ اپنے اپنے علاقہ کے علماء سے جنکی دستخط گذشتہ سالوں میں شایع نہیں
ہوئی تعزیہ کی ممانعت کی دستخط بھیجوا دیں"

گورنمنٹ اس سے سمجھ سکتی ہے کہ یہ وہابی اخبار کس طرح کے فسادات پر شب و روز پر تلا ہوا ہے کہ
ہر سال اشتہار پر اشتہار شایع کرتا ہے اور [illegible] بھری ہے اسمیں کوشاں ہے پھر کہاں تک فساد ہونے کی
نہو گی اخبار مذکور اپنے اشاعت مورخہ ۶ ذیقعدہ میں لکھتا ہے تعزیہ کے متعلق لکھا گیا تھا
کہ ناظرین اپنے اپنے علاقہ کے علماء کرام سے ممانعت کی دستخط بہت جلد کرا کر بھیجوا دیں مگر ان علماء کی
دستخطوں کی ضرورت نہیں ہے جو گذشتہ سال میں چھپ چکی ہیں آج پھر توجہ دلائی جاتی ہے۔ یہ
بھی واضح ہو کہ جن جن اصحاب نے جسقدر اشتہار منگوائے ہوں وہ ابھی سے درخواستیں بھیجتے رہیں
قیمت غالباً ۱ ہر یا ۲ ر سیکڑہ سوائے محصول ہوگی۔ پھر مورخہ ۲ ذیحجہ میں لکھتے ہیں تعزیوں کے اشتہار
طیار ہو کر جن جن اصحاب نے طلب کیے تھے انکو بھیجدیے گئے ہیں اس دفعہ اشتہار ماہ محرم کے متعلق

بعض احکام بھی لکھے گئے ہیں مگر تجربہ ہے کہ تعزیوں کے حامی تو ہر سال ہزاروں روپیہ خرچ کرتے ہیں لیکن جو لوگ تعزیہ کو اسلام چبھتا ہوا کانٹا جانتے ہیں وہ اسکے اکھیڑنے میں چند پیسے بھی خرچ نہیں کرتے ہل قیمت فی سیکڑہ ۲ ر،،

گورنمنٹ اگر ان تحریروں پر غور کرے تو اوسے معلوم ہو سکتا ہے کہ امسال جو ہندوستان کے ہر گوشہ میں فساد ہوا اور صدہا جانیں تلف ہوئیں۔ اور پولیس۔ فوج۔ حکام کو حفظ امن قائم کرنیکے لئے سخت محنتیں اوٹھانی پڑیں۔ اوسکے ذمہ دار یہی حضرات ہیں جو آج ۵۰ سال سے ہر سال ہزاروں اشتہار تقسیم کرتے ہیں جس سے طبائع میں اشتعال پیدا ہوا اور فساد کا سامان مہیا ہو۔ ورنہ کون کہ سکتا ہے کہ تعزیہ ایسی چیز ہے جسے سنی اور شیعہ بلکہ ہندو بھی بکمال خلوص ہر سال بناتے ہیں اوسمیں یہ فسادات ہوں کہ کوئی مقام خالی نہیں۔

شیعوں کی حالت جو خاص بروز عاشورہ ہوتی ہے۔ وہ تو ایسی ہوتی ہے کہ کسی مذہب و ملت کا آدمی ہو بشرطیکہ کچھ بھی درد دل رکھتا ہو ہمدردی کریگا اور اونکی گریہ وزاری پر کم سے کم افسردہ ضرور ہوگا بلکہ شاید ہی کوئی ایسا شقی ہو جسکا دل مغموم نہو۔ چہ جائیکہ اونپر زد و کوب کی جائے اور لاٹھی ڈھیلے پتھر برسائے جائیں بجز اسکے کہ اونکا دل اوس خمیر سے ہو جس سے یزید بلکہ شمر وغیرہ کا خمیر تھا ممکن نہیں ایسے افعال ظہور میں آئے۔

اڈیٹر اہلحدیث اپنے اخوان مساعی ناجیلہ کا اثر یوں لکھتا ہے "خدا کا شکر ہے کہ امسال امرتسر میں تعزیہ داری بہت پھیکی ہوئی اگرچہ انجمن نصرۃ السنہ کی طرف سے ہمیشہ اشتہار جاری ہوتے ہیں لیکن اس سال کچھ سامان ہی موافق ہو رہے تھے۔ قحط سالی۔ موسمی سردی کے علاوہ اراکین انجمن اسلامیہ کے دلوں میں خدا کی طرف سے حرکت پیدا ہوئی انہوں نے ایک عام جلسہ میں شہر کے مسلمان چودہریوں اور معززین کو بلایا جسمیں یہ تجویز پیش کی کہ ایام عشرہ محرم میں رات کے وقت عورتیں باہر نہ نکلا کریں۔ یہی بات نکلتے نکلتے یہانتک پہونچی کہ رات کو تعزیوں کی گشت ہی بند ہو جائے تو سب فسادوں کی جڑ کٹ سکتی ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ رات کی گشت بند ہوئی دسویں محرم کے روز دن کو نکلے تو وہ بھی نہ تو کچھ شان و شوکت سے تھے نہ کچھ تعداد زیادہ تھی بڑے تعزیے جو بڑی شان و شوکت سے دس بارہ نکلا کرتے تھے صرف دو تھے وہ بھی بڑی بے لطفی سے۔" ۱۲ فروری ۲۴

اڈیٹر صاحب کا یہ شکر خدا اوسی قبیل سے ہو کہ قاتلان امام حسینؑ نے بعد ذبح فرزند رسول نعرہ اللہ اکبر بلند کیا اور ابن زیاد و یزید نے الحمدللہ کہا۔
مگر گورنمنٹ سمجھ سکتی ہو کہ جس اخبار اور فرقہ اوسکی انجمنوں کی یہ کوشش ہو گی کہ تعزیہ داری موقوف کی جائے اور ہزاروں اشتہار شایع کرے۔ تو گورنمنٹ سمجھ سکتی ہو لوگوں کے دلوں میں کسقدر بخار بھرا ہوگا اور ادسکا نتیجہ سوا اسکے کیا ہو سکتا ہو کہ ہر گوشہ میں اس طرح کا فساد اور خونریزی ہو۔

(باقی آیندہ)

اصلاح کی آیندہ پالیسی

اصلاح شیعوں میں ایک مقبول رسالہ ہے اسلئے مبارک نام کو کوئی ناآشنا نہیں ہو اور غیر سب جان گئے اور اسکی حقیقت کو پہچان گئے اسلئے ہمنکو ایک بنایا غیروں نکو بھی سید ہا راستہ بتلایا۔ پہلا کام اصلاح کا قوم کو بیدار کرنا تھا قوم بیدار ہوگئی۔ فلاح اور بہبودی کے میدان میں جاکر کھڑی ہوئی۔ لکھنؤ میں قومی کانفرنس کا ظہور ہوا یہی ثبوت بیداری ہو۔ جو لوگ سلسلہ کے ساتھ اصلاح کو دیکھ رہے ہیں۔ وہ بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس کایا پلٹ کا تعلق کسقدر اصلاح سے ہو۔ بہرحال ایسا مقبول اور کامیاب رسالہ جسنے قوم میں قومی احساس پیدا کیا۔ وہ ضرور اسقدر قابل اصلاح ہو کہ اسکی موجودہ حالت قوم کی ضرورتوں کے موافق بن جائے۔

کسی اخبار کا کاغذ کچھ مفید نہیں ہوتا مگر مضامین۔ اصلاح میں اسوقت تین قسم کے مضامین شایع ہو رہے ہیں۔

(اول) سنی شیعہ کا مناظرہ (یا سنیوں کے اعتراضات کے جوابات) دویم قومی مضامین۔ سویم۔ خبریں۔

خبریں ایک رسالہ کے لئے اسیقدر کافی ہیں۔ قومی مضامین کی کمی ہو۔ ہر قومی مفید مضمون اصلاح میں نکلنا چاہیے۔ مناظرہ اصلاح میں قابل ترک نہیں ہو مگر عنوان بنا قایم کرنا چاہیے۔ سخت ضرورت ہے کہ اب اصلاح اس شان سے نکلے کہ ہر قوم اور رنگ کے لوگ دیکھ سکیں۔ یہ صورت نہ صرف اصلاح کے لئے مفید ہے بلکہ اگر اصلاح نے ایسی پالیسی اختیا

کی تو قوم پر احسان ہوگا - امید ہے کہ حضرت ادیب سیتاپوری بھی اس مسئلہ پر نظر ڈالینگے -

سید تو ابعلی سندیلوی از مراد آباد

اصلاح حق یہ ہے کہ مناظرہ کی جسقدر ضرورت ہے اوسکا بہت کم حصہ درج اصلاح ہوتا ہے مگر جس روش پر اصلاح کی اب رفتار ہے زیادہ تر مجبوری ہے اور جب تک یہ حالت رفع نہو ممکن نہیں تبدیلی ہو سکے - اگرچہ مخالفین کے سب و شتم نے خود ہی منہ بند کردیا ہے کہ یا ہمیونکا کہانتک مقابلہ ہو سکے اور ہماری زبان میں کہاں اتنی قوت ہے کہ رذیلانہ گفتگو کا جواب دے سکیں - مگر جو اصلی غرض مناظرہ اظہار حق ہے اوسمیں کوتاہی نہوگی اور الحمدللہ کہ اہل فہم اہلسنت بھی اصلاح کو اس نظر سے دیکھتے ہیں کہ ذرہ برابر بھی اونکو تکدر نہیں ہوتا - (اڈیٹر)

عالیجناب مرزا عابد علی بیگ صاحب بہادر پنشنر سب جج رئیس مراد آباد مرحوم و مغفور

جناب مرحوم ۱۸۲۶ء میں پیدا ہوئے ۱۸۴۳ء میں وکالت ہائی کورٹ میں پاس حاصل کیا مراد آباد میں نامور وکلا میں مشہور اور معروف تھے ۱۸۵۶ء میں موافق حکم مسٹر ولسن صاحب جج روزگار اختیار کیا اور جلال آباد ضلع شاہجہانپور میں منصف مقرر ہوئے - اور اس سے پہلے ہاپوڑ اور رڑکی وغیرہ میں قائمقام رہچکے تھے ۱۸۵۷ء کے غدر میں جناب مرحوم جلال آباد میں تشریف رکھتے تھے وہاں سے میرٹھ میں مسٹر ولسن صاحب بہادر کے پاس چلے گئے مسٹر ولسن صاحب بہادر نے شاہجہانپور کے باغیونکی تحقیقات کے واسطے مقرر کرکے بھجوایا جناب موصوف نے نہایت ایمان داری سے کام کیا اور بیگناہ کو پھانسی نہ ہونے دی اور نہ باغیونسے مروت کی وہانکے کام سے فارغ ہو کر سنبھل ضلع مراد آباد میں منصف مقرر ہوئے - وہانسے ضلع علیگڈہ میرگنہ کھیر - کاسگنج - بنارس و ضلع بدایوں میں بھی منصفی کا کام انجام دیا - وہاں سے ضلع مرزاپور کے سب جج مقرر ہوئے - مرزاپور - جونپور - فرخ آباد - مین پوری - شاہجہانپور - میں سب جج رہکر اور ان تمام عہدوں پر نہایت عدل اور انصاف سے کام انجام دیتے رہے - اور بڑے نامور سب ججوں میں سے تھے اور تمام حکام ہائی کورٹ اور اضلاع کے نہایت وقعت کی نگاہ سے دیکھتے تھے قریب تیس سال تک خدمت گورنمنٹ کی کی اور اسکے بعد ضلع شاہجہانپور سے نہایت خوشی کے ساتھ خود درخواست کرکے پنشن لی - اور اپنے وطن مراد آباد میں آکر قیام پذیر ہوئے

اور محمڈن کالج علیگڈھ اور دیگر امور ترقی اہل اسلام میں کوشش کرنیوالے رہے محمڈن کالج علیگڈھ کی خدمات میں اسقدر حصہ لیا کہ شاید ہی کسی اور ٹرسٹی نے حصہ لیا ہوا ور ہزارہا روپیہ صرف کیا اور اسیطرح پر تمام مسلمانونکی ترقی میں کوشش کرتے رہے قریب اکیس سال کے عرصہ سے جناب موصوف نے پنشن حاصل کی یہ زمانہ بالکل ترقی تعلیم دینیات میں گذرا آخر زمانہ میں ممدوح کو تصانیف کا شوق ہوگیا تھا جناب مرحوم کی بے بہا اور یادگار تصانیف یہہ ہیں۔

(۱) رسالہ روشنی۔ بجواب نصیحۃ الشیعہ۔ (۲) رسالہ اخسا جسکو مرزا عبدالغنی صاحب مرحوم کے نام سے مشہور کر دیا تھا (۳) النظر السموق فی جواب سیرۃ الفاروق (۴) نسخہ ریویو المامون (۵) نسخہ ریویو سیرۃ النعمان (۶) الفرق ریویو الفاروق (مشہور تصنیف شمس العلما مولوی شبلی نعمانی) ان کتب کے ملاحظہ سے حضرت مرحوم کی قابلیت اور علمیت اور لیاقت کھلتی ہے۔ کہ کس پایہ کے شخص تھے۔ ان تصانیف لائقہ کا ایک عمدہ ذخیرہ زاد عقبیٰ ساتھ لیگئے جزاہ اللہ خیراً من جمیع المومنین۔

افسوس صد ہزار افسوس کہ ایسا فخر قوم اور فخر ملک ۲۰- اپریل سنہ ۹ء کو ایک ماہ تک شدید علیل رہکر جہان فانی سے عالم جاودانی کو راہی ہوا۔

اس واقعہ جانکاہ کا صدمہ نہ صرف مرحوم کے ورثہ کو ہوگا۔ بلکہ ہندوستان کے ہر ہر مقام کے لوگ حامی مذہب اور لیڈر قوم کی موت پر افسوس کرینگے۔

جناب مرحوم نے نہایت خلوص کے ساتھ شیعہ کانفرنس میں شرکت کی۔ اور بکمال جانفشانی سے مرکزی کمیٹی کے کام انجام دئے۔ خداوند عالم نے دماغی قوت خاص طور پر مرحوم کو عطا فرمائی تھی۔ باوجود کبرسنی کے مرتے دم تک کل کام عاقلانہ طور پر انجام دئے۔

میں بحیثیت ایک ممبر مرکزی کمیٹی آل انڈیا شیعہ کانفرنس کل ممبران کمیٹی کے جانب سے جناب مرحوم کے ورثہ کو پرسہ دیتا ہوں۔ اور دل سے افسوس ظاہر کرتا ہوں کہ ایک حامی قوم کا سایہ ہمارے سروں سے اوٹھ گیا۔

سید نواب علی سندیلوی از مرادآباد

اصلاح حق یہ ہے کہ جناب مرزا عابد علی بیگ صاحب مرحوم ایک ایسی ستودہ صفات بزرگ تھے جنکا عدیل و نظیر ہونا محالات سے ہے ماہ دسمبر سنہ ۹ء کو سالانہ انجمن جعفریہ کے پریسیڈنٹ بھی مقرر ہوئے تھے یہ گویا آخری خدمت قوم تھی جسے نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیا۔ مرحوم کے وفات سے قوم کو جو صدمہ پہونچا [illegible]

نہایت ہی سخت صدمہ ہے۔ مرحوم کی اولاد صلبی سے کوئی نہیں صرف ایک صاحبزادی تھیں جو مولوی
سید محمد باقر صاحب سپرنٹنڈنٹ ریاست رامپور سے مزوج ہوئیں مگر اپنے والد مرحوم کی حیات ہی میں
انتقال کر گئیں مرحومہ کے صرف ایک فرزند سید محمد صاحب ہیں اور ایک صاحبزادی خداوند عالم ان
لوگوں کو طول عمر کرامت فرمائے اور ہمیشہ صحیح و سالم رکھے کہ جناب مرزا صاحب مرحوم کی یہی یادگار ہیں۔

(اڈیٹر)

اربعین لکھنؤ

ناظرین کو گذشتہ نمبر سے معلوم ہو گا کہ امسال شیعیان لکھنؤ حضرات اہلسنت کے ظلم و تعدی سے ایسا مجبور ہو گئے
اربعین کو تعزیہ نہ اوٹھا سکے۔

آٹھویں ربیع الاول کے قبل قدوۃ العلما جناب مولوی سید آقا حسن صاحب دامت برکاتہ نے نفٹننٹ گورنر
بہادر کی خدمت میں بغرض عرض حال ایک میموریل بنفس نفیس پیش کیا مسٹر عابد حسین صاحب بیرسٹر اور
مسٹر محمد یعقوب بیرسٹر بھی آپکے ساتھ تھے۔ ڈپٹی کمشنر اور کمشنر لکھنؤ بھی وہاں موجود تھے مسٹر محمد یعقوب بیرسٹر
نے میموریل سنایا اور جناب مولانا السید آقا حسن صاحب نے اپنی ایک مختصر تقریر میں اون مظالم کو ظاہر
کیا جس سے بالکل مجبوری شیعوں کے تعزیہ اربعین کو نہ دفن ہو سکے۔

نفٹننٹ گورنر بہادر نے وعدہ کیا کہ عنقریب ایک خاص کمیشن اسکی تحقیقات کیلئے مقرر کرینگے جسکی رپورٹ
پر حکم مناسب دیا جائیگا چونکہ ابھی اس کارروائی میں تاخیر تھی لہذا جناب ممدوح نے مولانا سے خواہش ظاہر کی کہ
اپنے تابعین کو حکم دیجیے کہ آٹھویں ربیع الاول کو حسب دستور تعزیہ اوٹھائیں جسپر جناب مولانا نے یہ عذر
کیا کہ اگر مخالفین نے بھی اپنا جلوس اوسروز نکالا تو پھر وہی خوف ہے جو پہلے تھا جسپر نفٹننٹ گورنر بہادر
نے اس عذر کو قبول کیا اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے منادی کرا دی کہ شیعوں کے مجمع کیوقت اگر کوئی
مخالف جلوس نکلیگا تو اوسکے بانیوں کو سزا دی جائیگی۔

جناب مولانا کا یہ عذر بہت صحیح نکلا کیونکہ مخالفین نے پھر کوشش کی کہ ۸ ربیع الاول کو بھی شیعہ
بامن و امان تعزیہ نہ مدفون کر سکیں چار یاری جھنڈا نکلنے سبکے لئے پوری کوشش کی مگر الحمدللہ کہ
ناکام رہے۔ اگر حضرات اہلسنت ذرہ برابر بھی امن پسند ہوتے تو وہ اسکی درخواست کرتے کہ ایکروز
بعد ۸ ربیع الاول کو چار یاری جھنڈا نکالیں جو بلا عذر منظور ہو جاتی اور شیعہ بھی دوش بدوش

بہ وش اہلسنت کے ساتھ رہے بلکہ چار قدم بڑہے ہوئے کیونکہ اوس روز جو فتح اسلام کو نصیب ہوئی کسی روز نہوئی تہی
۸ ربیع الاول کا سماں قابل دید تہا جس جوش و خلوص سے تمامی شیعوں نے تعزیہ اوٹہایا ہے اور سپاہی حسین
ہای حسین کا ماتم کرتے ہوئے کربلا کی طرف روانہ ہوئے ہیں کوئی شاہزادہ کوئی نواب کوئی رئیس ایسا نتہا جسنے
اپنے سر پر تعزیہ نہ لیا ہو اور اس مذہبی فرض کو اس جوش و خلوص سے ادا کیا جو اوسکا حق تہا گورنمنٹ کی طرف
سے بہی پولیس اور فوج کا انتظام معقول تہا کہ ان مومنین باصفا کو شیاطین ایذا نہ دے سکیں جسپر ومدار لکھنؤ بری
شرماتا ہوا لکھتا ہے ۔ بروز چہلم شیعہ صاحبان نے جو تعزیے نہیں اوٹھائے تھے (کیوں نہ اوٹہایا ۔ اسکو نہ لکہا)
وہ سب اس ۸ ربیع الاول میں اجازت لیکر اوٹہائے گئے (غلط بلکہ یہ التماس لفٹنٹ گورنر بہادر) پولیس
کا انتظام معقول تہا (غالباً سنی پولیس علیحدہ کردئے گئے ہونگے) خدا کا شکر ہے کہ کسی قسم کا فساد نہیں ہوا (لعنت
اونپر جنہوںنے اوس روز بہی فساد کا ارادہ کیا تہا ۔ بہرحال شیعوں کے تعزیے جو ۸ ربیع الاول کو اوٹہائے گئے
اونکی تعداد دوپہر تک ۱۲۶۸ تھی ۔ دوپہر بعد کی تعداد معلوم نہو سکی ۔
افسوس کہ جو میموریل حضور لفٹنٹ گورنر بہادر پیش کیا گیا اوسکے مضمون سے آگاہی نہیں جو کہہ سکیں کہ
آیا سنی پولیس کے مفسدہ پردازی پر بھی توجہ دلائی گئی ہے یا نہیں کیونکہ جہانتک معلوم ہوا ہے واقعہ عاشورہ کے
متعلق زیادہ تر شرارت سنی پولیس کی تھی لہذا اسکے متعلق خاص توجہ کی ضرورت ہے جسپر رسالہ شیعہ اور مسلم ہیرلڈ
اخبار خاص طور سے توجہ دلا رہا ہے نہ صرف اس بنا پر کہ لکھنؤ جیسے صدر مقام میں جو صوبہ کا پایہ تخت ہے
خاص یورپین سپرنٹنڈنٹ پولیس اور چند یورپین و یوریشین انسپکٹروں کی ضرورت صرف انتظام شہر
کیلئے ہروقت رہتی ہے ۔ بلکہ خاص اس ضرورت سے کہ لکھنؤ کے شرفا اکثر وہی حضرات ہیں جو عہد شاہی
کے معزز ارکان سے ہیں اور اپنے زمانہ اقتدار میں اپنے امکان مذہبی کو پوری آزادی سے برت چکے ہیں حضرات اہلسنت
جنمیں چہوٹے درجہ کے لوگ زیادہ شامل ہیں اوس وقت کا بغض و کینہ اپنے دلونمیں رکہتے ہیں جسکو آج اپنی کثرت
اپنی جمعیت کے ذریعہ سے نکالا چاہتے ہیں کیونکہ وہ خوب جانتے ہیں اشراف کسطرح ارذال کا مقابلہ نہیں کرسکتے
یعنی اگر شیعوں کی تعداد اہلسنت کے مساوی بھی مان لی جائے تو چونکہ شیعوں میں اشراف زیادہ ہیں کبھی مقابلہ
نہیں کرسکتے لہذا گورنمنٹ پر لازم ہے کہ انتظام شہر کے لئے یورپین یوریشین ہندو پولیس کی تعداد بہ نسبت
مسلمانونکے لکھنؤ میں زیادہ رہے اور خاص کر ایام عشرہ محرم و اربعین میں تو ایک سنی پولیس کو لکھنؤ میں
نہ رہنے دے ۔ ورنہ امن عامہ لکھنؤ ہمیشہ معرض خطر میں رہیگا ۔
غیر قوم پولیس کو ہمیشہ اپنے فرض منصبی امن کا خیال رہیگا اور مسلمان پولیس کو اپنی ذاتی اور قومی
کدورتیں نشہ حکومت سے اور بھی متوالا کرینگی کہ ایسے موقع پر اون رنجشوں سے کام لیں جس سے حفظ امن
معرض خطر میں پڑے چنانچہ لکھنؤ ٹانڈہ وغیرہ میں ابہی مشاہدہ ہوا ۔
چونکہ انریبل مسٹر ہوز چیف سکرٹری بہادر گورنمنٹ آگرہ و اودھ نے اڈیٹر مسلم ہیرلڈ کو مطلع کیا ہے

کہ یہ مسئلہ القصہ گورنر بہادر کے زیر تجویز ہے۔ لہذا ہم امید کرتے ہیں کہ حضور ممدوح اس مسئلہ پر پوری طور سے غور فرمائینگے کہ پولیس میں اسکا خاص طور پر لحاظ رہے کہ جہاں مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہو وہاں اگر پولیس مسلمان رہے تو شیعہ و سُنی مساوی درجہ پر رہیں اور لکھنؤ ایسے مقام پر یورپین یوریشین ہندو پولیس کی تعداد ہمیشہ زیادہ رہے اور اگر مسلمان رہیں تو شیعہ سنی کی تعداد مساوی ہو کہ امن عامہ خلق کیلئے ضروری ہے

تابوت چھپرہ

چھپرہ کے اربعین کا ذکر گذشتہ نمبر میں اجمالاً ہو چکا ہے کہ حضرات اہلسنت نے یہاں بھی فساد کرنا چاہا جسکی ابتدا نویں محرم کو ہوئی کہ سید کاظم حسین صاحب ذکر کی مجالس عزا پر یزیدی خون جوش میں آیا سید صاحب کے مکان پر شب تمام ڈھیلے برسائے گئے۔ صبح کو سپرنٹنڈنٹ پولیس کو اطلاع دی گئی۔ اونکے حسن انتظام سے یہ فتنہ فرو ہوا۔ مگر چونکہ اوسی زمانہ میں یہ خبر مشہور ہو گئی تھی کہ مولوی حسینی باعث فتنہ قرار پائے ہیں اور آئندہ موقع فساد پر یہ سپیشل کانسٹبل بنائے جائینگے۔ لہذا اسکا جنازہ بروز اربعین نکالنا چاہا۔ اربعین کو تعزیہ تابوت حسب قاعدہ بامداد پولیس دفن کیا گیا۔ اوسکے بعد مقدمہ بازی شروع ہوئی اور درخواست پر درخواست پڑنے لگی کہ فلاں فلاں شخصوں نے تبرا کہا اور تابوت اوٹھایا

سپرنٹنڈنٹ بہادر پولیس نے نہایت سرگرمی سے دو روز کی کوشش میں فریقین سے صلحنامہ لکھوایا اور مجسٹریٹ ضلع کے پاس بھیجدیا۔ چونکہ یہ مقدمہ منشی ڈپٹی مجسٹریٹ منشی حشمت حسین کے اجلاس میں تھا۔ وہاں سنیوں نے علم و تابوت کی ممانعت کیلئے پھر زور دیا اور منصف مزاج ڈپٹی مجسٹریٹ نے مقدمہ کو خارج تو کیا لیکن اپنے فرقہ کی اسقدر رعایت کر گئے کہ حکم میں لکھدیا کہ تابوت اور علم نہ اوٹھایا جائے۔ اس نامعقول حکم سے شیعوں میں ناراضی پھیلی اور ارادہ کیا گیا کہ فوراً اسکے مردود کرانیکے لئے عدالت دیوانی سے دادرسی چاہی جائے لیکن ہنری کا مقدمہ دائر کرنے سے پہلے مجسٹریٹ ضلع مسٹر ہیننگ کو خبر کی گئی اور ممدوح نے فوراً منشی حشمت حسین کے فیصلہ کے بعد یہ حکم لکھا کہ ایسا نہ ہو کہ متذکرہ حکم سے آئندہ سال غلط طور پر فائدہ اوٹھایا جائے یا اس کو عدالتی فیصلہ تصور کیا جائے۔ اسلئے مجسٹریٹ ضلع اس امر کیطرف توجہ دلاتے ہیں کہ سپرنٹنڈنٹ پولیس کی کارروائی حفظ امن کے لئے محض انتظامی حیثیت میں تھی اور ڈپٹی مجسٹریٹ جو خود سنی ہیں اور اسلئے اس مقدمہ میں تحقیقات کرنے سے معذور تھے۔ انہوں نے اپنے فرقہ کی طرفداری میں ایسے جھگڑے والے امر کی نسبت فیصلہ کرنے میں غلطی کی خصوصاً جبکہ موافق یا مخالف کسی قسم کی شہادت اُنکے سامنے موجود نہ تھی۔ ایسے الفاظ کا صرف کہنا جو کسی دوسرے مذہب والے کا دل دکھانے والے ہوں اس شخص کے سامنے ایسی چیز کا کہنا جسکا نتیجہ فساد ہی ہو بجائے خود کوئی جرم نہیں ہیں مصالحت کے علاوہ اس مقدمہ کو دفعہ ۲۰۳ میں خارج کرنیکے سوا کوئی چارہ نہ تھا کیونکہ جرم کی نیت کبھی بیان نہیں کی گئی

اہل اسلام اب غور کریں کہ حضرات اہلسنت کس کس طرح کے فسادات پھیلا رہے ہیں اور شیعہ اپنی مظلومیت پر صابر و شاکر ہیں۔ قانون پیشہ اہلسنت تو اس حکم کے منسوخی میں کوشاں ہیں۔ اہل حرفہ سنی شیعوں کے خدمت

خریدو فروخت سے دستکش ہو رہے ہیں اور رچا ہتے ہیں کہ ہر طرح انکو مجبور کریں۔ مگر اوس خدا کو وہ بھولے ہوے ہیں جسنے تمام جہان کے سینوں کی حکومت سلطنت کو چھین کر خاک میں ملادیا اور ایک ایسی گورنمنٹ کے سایہ عاطفت میں ہمکو پناہ دیا جسکے زیر حمایت ہم آزادی سے اپنے ارکان مذہبی کو انجام دے رہے ہیں۔
کیا اس زمانہ کے وہ رذیل ذلیل حقیر سنی جنکی اوقات بسری شیعوں کی خدمتگاری اور معمولی حرفہ پر رہ گئی ہے صرف اپنی جمعیت و کثرت سے وہ کام کر سکتے ہیں جو اونکے اسلاف معاویہ و یزید۔ ہارون رشید متوکل کر چکے ہیں۔ حاشا و کلا ممکن نہیں۔
شیعوں کو اب بھی سنبھلنا چاہیے جہانتک جلد ہو سکے حرفت و تجارت پر توجہ کریں اور اپنی قومیت کے اسباب فراہم کریں اور اپنے اہل وطن ہندوں کو اپنا شریک اور ہمدرد بنائیں کہ سینوں سے وفا کی امید بہرہ پانی کی امید کرنا ہے۔ (اڈیٹر)

عرق مرکب کمونی و ملح ثلثین

ان دونوں دواؤں کا تجربہ عرصہ تک کر کے اب دو تین سال سے میں خلائق خدا کو خبر دے رہا ہوں جنکو تخمہ ضعف نفخ شکم۔ سوزش سینہ۔ بدہضمی۔ متلی۔ قی۔ مرو ڑ۔ درد شکم۔ سقوط استلہا۔ ضعف معدہ۔ اختناق الرحم وغیرہ امراض معدہ یا اسکی معدہ میں بہت مفید پایا ہے۔ صرف ان دونوں دواؤں کے متعلق اپنی تجربہ کے علاوہ و انجہادیان دین اور نواب آئمہ طاہرین حضرت مجتہدین لکھنؤ کے تجربہ اور تحریر کو بھی آپکے سامنے پیش کرتا ہوں۔ دیکھیے اور بغور ملاحظہ فرمائے وما علینا الا البلاغ۔ قیمت فی شیشی

انا احقر العباد۔ محمد سجاد حکیم پٹنہ سٹی

کرامت نامہ جناب صدر المحققین آیۃ اللہ فی العالمین مجتہد العصر والزمان مولانا السید ناصر حسین صاحب قبلہ دام ظلہ العالی۔ بعد اتحاف اسلام با اکرام آنکہ۔ رقیمہ عالیہ ورود فرمودہ رہین کرم نمود۔ وتحفہ مرسلہ کہ عبارت از ملح ثلثین وعرق کمونی باشد رسید و امتنان الی الاقصی الغایۃ افزود۔ ادائے تشکر این لطف و عنایت فوق الوصف است این ہر دو دوا را خیلے نافع و مفید وسریع التاثیر یافتم انشاء اللہ تعالیٰ خودم و نیز دیگر اقارب و احباب ازین ہر دو دوا منتفع و بہرہ ورشدہ متشکر عاطفت آن محترم خواہند شد۔ ترقب از فواضل آلائی ربانیہ آنکہ او تعم شانہ و کاز نوالہ بجناب عالی برکت کرامت فرماید و بعلم و عمل آن مکرم خلق خدا را نفع تام و فیض عام بخشد انہ ولی التوفیق والسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ جناب سامی در اشاعت این رقیمہ جزا یا کلا اختیار دارند

ناصر حسین عفی عنہ بقلمہ ۲۲ رجب ۱۳۲۵ھ

توثیق جناب مستطاب مولانا السید آقا حسین صاحب قبلہ دام ظلہ مجتہد العصر والزمان۔ بعد سلام مسنون الاسلام مع الاعزاز والاکرام آنکہ۔ آپ کا نو ایجاد عرق کمونی و ملح ثلثین کا بوقت ضرورت درد شکم و سوء ہضم وغیرہ بلکہ ضعف معدہ وغیرہ میں استعمال کیا گیا۔ نہایت مفید سریع التاثیر پایا گیا۔ لہذا آپ سے امید ہے کہ ایک بوتل عرق کمونی بذریعہ ویلو پیبل ارسال فرمائیے زیادہ والسلام خیر ختام مع الاعزاز والاکرام۔ حررہ اقل الانام خادم الشریعۃ السید آقا حسن عفی عنہ مورخہ ۶ محرم ۱۳۲۶ھ

توثیق جناب مستطاب مولانا السید محمد باقر صاحب دام ظلہ مجتہد العصر والزمان بعد اتحاف ہدیہ تحیہ و سلام محفوف بصنوف شوق و عزام و اعظام و اکرام آنکہ۔ اولاً عمدہ مطالب مآرب استخبار احوال خیر اشتمال سامی ہے۔ خدا وند متعال ہمیشہ بحفظ و حمایت و حراست و کلاءت اپنی محروس و مصئون رکھے ہر دو ہدیہ بہیہ سنیہ شہیہ سامی منزلت یعنی عرق مرکب کمونی و ملح ثلثین عطیہ آن حبیب لبیب موجب کمال تشکر و امتنان و نہایت مسرت و ابتہاج حقیر ہوا بعض اعزہ و اقارب نیز اطفال کو بخفیف ذو دو انکا استعمال کیا نفع بین ظاہر ہوا اور بہت فائدہ محسوس ہوا چنانچہ مکرر دونوں چیزوں کا استعمال کرایا گیا اور مفید ہوا

خداوند عالم جناب سامی کو جزائے خیر کرامت فرمائے اور ہمیشہ موفق و موید رکھے اور ترقی مدارج دارین عطا فرمادے والسلام خیر ختام۔

محمد باقر الرضوی عفی عنہ جرائمہ ۱۵ محرم الحرام ۱۳۲۶ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اکثر مسلمانان دنیا جانتے ہیں کہ جناب مرزا محمد صادق صاحب جنکا لقب فخر الاسلام ہے اور وہ اب ایک بہت بڑے طہران کے مجتہدوں سے ہیں جنکو ایک زمانہ گذرا مسلمان ہوکر کیونکہ پیشتر وہ ایک عیسائی پادری تھے) انہوں نے علم و فضل میں بہت بڑے مدارج حاصل کرلئے ہیں۔ اور وہ کتابیں جو ان بزرگوار نے تصنیف کی ہیں مناظرہ اسلام کے لئے نہایت ہی مفید و بہترین کتابیں ہیں منجملہ انکے دوسری جلد انیس الاعلام انہیں کی تصنیف کی ہوئی اعلیٰ کاغذ پر خط نسخ میں ایران کی چھپی ہوئی ہندوستان میں آگئی ہے۔

مطالب و مضامین کتاب مذکورہ حسب ذیل ہیں

(۱) نیچریا جدید دہریوں مسمی بہ مادیان (مٹیریلسٹ) کے رد میں قانون قدیم و جدید اور سائنس کے اصول و علوم کے مطابق جسمیں صانع عالم و نبوت کو ثابت کیا ہے (۲) سرور کائنات کی نبوت کو مسکت و کاملہ دلیلوں سے ثابت کر دکھایا ہے۔ اور اسلام و آنحضرت و قرآن پر نصاریٰ کو جو شبہے ہیں انکو لکھکر انہیں کی مسلمہ کتابوں و کھلی ہوئی دلیلوں سے خوب خوب جوابات دئے ہیں (۳) آخر میں امامت اثنا عشریہ کی دلائل کا ایسے ثبوت کو پہونچایا ہے اور تماشہ تو یہ ہے کہ اس باب میں خود یہود و نصاریٰ کی کتب الہامیہ سے بھی دلیلیں لائے ہیں (۴) معاد جسمانی و روحانی کو بھی عقلیہ دلیلوں سے مدلل فرماکر ہر فرقہ کے غلبہ و اعتراض کو نہایت تفصیل سے لکھا ہے اور پھر اس صفائی اور سچائی و بے تکلفی سے جواب دئے ہیں کہ ماشاء اللہ تعجب تو یہ ہے کہ عبارت اسکی صاف فارسی میں با محاورہ جسکو ہر معمولی شخص بھی جو فارسی سمجھ لیتا ہو اس کو پڑھ لیگا اور بہرہ مند ہوگا۔ باوجودیکہ مطالب کتاب ہذا علمیہ و مسائل علمیہ میں ہیں۔۔ فولسکیپ کے (۵۷۰) صفحوں کی کتاب ہے قیمت بہی وہ ہی قیمت ایران (۶ ملے) ہے محصول ذمہ خریدار۔ ہند میں اسکو لا نشتہ ایک ایسے مولف کی قدر و شہرت منظور ہوئی جو اصلاً عیسائی ہوا اور پادری ہی اور پھر جو دین اسلام قبول کرنیکے بعد اسقدر ترقی کرے کہ ایسی ایسی اسکی تصنیفات و تالیفات ہوں حیف ہیکہ مسلمان ہند اس سے بے بہرہ رہیں پس لازم ہے کہ اس کتابکو آنکھیں کھولکر دیکھنا اور گوش دل سے سننا چاہئے تا معلوم ہو کہ اسلام کی برکت سے دنیا کے گوشوں میں اب بھی کیسے کیسے مسلمان پڑے ہوئے ہیں۔

یہ اسی مصنف کی مصنفہ دو کتابیں اور بھی ہیں (بیان الحق جلد اول) بقیمت للعہ روپیہ و (خلاصۃ الکلام) قیمتی عہ بغرض فروخت موجود ہیں اور قیمتوں کے پہنچنے مل سکتی ہیں۔ خریدار دونو جگہ سے یہ کتابیں مل سکتی ہیں۔
دونوں پتے حسب ذیل ہیں۔ (۱) بمبئی - عمر کھاڑی - بتوسط انجمن دعوۃ الاسلام مرزا علی اکبر شوستری -
(۲) حیدرآباد - دکھن - ترپ بازار - محمد جعفر صدقی آفندی تاجر ترکی -

المشتہر

مرزا علی اکبر شوستری - پوسٹ نمبر ۹ بمبئی

اطلاع ضروری

(۱) الحمد للہ کہ یہ نمبر بہ نسبت سابق بھی کچھ زیادہ جلد شایع ہوا جس سے امید ہے کہ ۱۵ تک کل امور درست ہو جائیں

(۲) مگر افسوس یہ کہ قوم کی بے پروائی کے آثار ظاہری نظر آتے ہیں کیونکہ کل تین سو وی پی گئے تھے جس میں سے کم میں تک ۱۵۰ وی پی وصول ہوئے اور بہ ہم واپس آئے - حالانکہ کئی مرتبہ عرض کیا گیا جنکو انکار ہو مطلع فرمائیں مگر افسوس

(۳) یہ نمبر صرف اون لوگونکے نام و یپ جاتا ہے جو سنہ ۲۳ و ۲۴ کے خریدار ہیں یعنی از نمبر ۱۵ لغایت ۲۶۰۰

(۴) آیندہ اونلوگونکے نام وی پی جائیگا جو پہلے سے خریدار ہیں یعنی از نمبر ۱ لغایت ۱۴۹۹

(۵) براہ کرم جن حضرات کا چندہ نہیں وصول ہوا ہے وہ اپنا چندہ بذریعہ منی آڈر روانہ فرمائیں - مگر نمبر خریداری کوپن کے اندر لکھیں -

الشمس جلد چہارم

کا ۳ نمبر آیندہ ہفتہ میں یکجائی روانہ ہوگا مگر جن حضرات کا چندہ نہیں وصول ہوا ہے انکے نام بذریعہ وی پی کے روانہ ہوگا اور دوسری اطلاع نہ دی جائیگی یہی اطلاع کافی ہے - حضرات پر اعانت دفتر لازم ہے کہ بجید زیر بار ہو رہا ہے -

اعلان ضروری

جن حضرات کو کوئی کتاب چھپوانا ہو یا رسید بہی یا اور کسی قسم کا اردو - فارسی - عربی - کام لینا ہو تو دفتر اصلاح کے ذریعہ انشاء اللہ بخوبی یہ کام انجام پائیگا معاونین کو لازم ہے اس ذریعہ سے بھی دفتر کی اعانت کریں -

نرخ اشتہارات

بتخفیف تمام ارزاں مقرر کیا گیا ہے -

	سالانہ	ششماہی	ایکدفعہ
کامل صفحہ	عـہ	سـہ	صہ
نصف	سـہ	دعـہ	سے

مسلم ہیرلڈ جس انگریزی اخبار کے اجرا کی خبر دیجا چکی ہے وہ جاری ہوگیا - اور ہر ماہ میں دو بار شایع ہوتا ہے جن لوگوں کو نمونہ کا پرچہ نہ پہونچا ہو طلب فرمائیں - ۸ے

رمی الجمرات مجلدات ثلثہ

یہی وہ کتاب ہے جسنے دلکے ناسور پر مرہم کا کام کیا **نواب مہدی علی خان** کی آیات بینات نے مومنین کے دلونکو جو صدمہ پہنچایا ایسا نہ تہا جو بہول سکے مگر خدا مغفرت کرے جناب مولانا السید علی حسین صاحب ابراہیم آبادی اعلی اللہ مقامہ کی کہ انہوں نے فوری ایسا برجستہ جواب لکہا اور ایسا انتقام لیا کہ ہمیشہ کو یادرہیگا یہ کتاب ایسی مقبول ہوئی کہ کرر طبع کی نوبت آئی اور ایک ایک جلد جو فروخت ہوئی مگر میں بخیال رفاہ عام ہر سہ مجلد کی قیمت جسکا حجم ۲۳۰ صفحہ ہے اور نہایت عمدہ کاغذ پر بہت خوشخط اور اول صحیح چہپی ہے ماہ دسمبر تک اسکی قیمت علاوہ محصولڈاک ۸ے قرار دیتا ہوں - اس پتہ سے طلب فرمائیں عباد حسین بمکان حکیم نظیر حسن خاں صاحب بہادر انریری مجسٹریٹ کٹرہ ابوتراب خاں لکہنؤ -

الحق یہ ایک بہار رسالہ حمایت مذہب حق میں ملک پنجاب سے نکلا ہے جسپر مفصل ریویو آیندہ نمبر میں لکہا جائیگا کیونکہ نہایت ہی قابل قدر رسالہ ہے سالانہ ۱ منیجر رسالہ الحق موچی دروازہ چوک نواب صاحب لاہور سے طلب فرمائیے -

پوسٹ آفس بازار ہندی کہجوہ ضلع سارن سے نظیر حسین پبلشر نے شایع کیا مگر مراسلات بنام منیجر اصلاح لکہا چاہئے خواہ خط ہو یا منی آڈر کسیکا نام نہ لکہا جائے